MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاہور

جلد نمبر 23 — شمارہ نمبر 05

ستمبر 2022ء، صفرالمظفر 1444ھ

WWW.MIRRAT.COM

غزہ کی حالیہ صورتحال اور مسئلہ فلسطین

مولانا رومی و حضرت سلطان باھُو

آذربائیجان پاکستان تعلقات

علمی، سماجی و ثقافتی تناظر

چائنہ تائیوان تنازعہ

موجودہ صورتحال اور مستقبل کے ممکنات کے تناظر میں

پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں اور ممکنہ حل

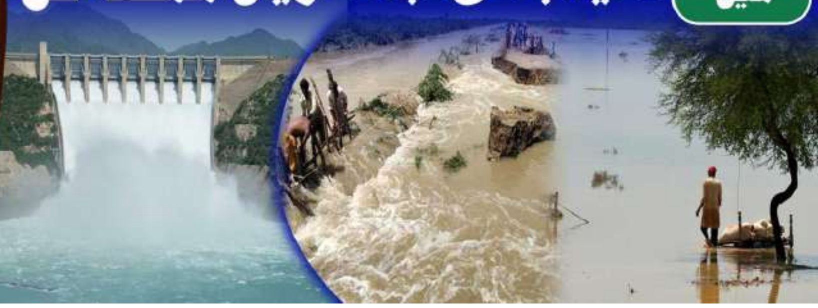

مشکل گھڑی میں ٹیم سلطان اور سلطان باھوفورم کی امدادی سرگرمیاں زور و شور سے جاری

رنگ ونسل کی تفریق کیے بغیر **سیلاب زدگان** کی مدد کے لئے قوم کے ساتھ کھڑے رہنے کا عزم لئے

ٹیم سلطان اور **سلطان باھوفورم** کے زیر اہتمام

مختلف اضلاع ومقامات میں سیلاب زدگان کے لئے امدادی سرگرمیاں جاری

مستقبل میں سیلاب جیسی آفت سے بچنے کیلئے حکومت کو جامع حکمت عملی،

ایمرجنسی سیل اور مختلف جگہ پر چھوٹے بڑے ڈیمز بنانے چاہئیں

تاکہ موسم گرما میں توانائی کی کمی اور موسم سرما میں پانی کی قلت کو پورا کیا جاسکے۔

مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماهنامه مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

ستمبر 2022ء، صفر المظفر 1444ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

نِکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	آذربائیجان پاکستان تعلقات: علمی، سماجی و ثقافتی تناظر	مسلم انسٹیٹیوٹ	6
4	چائنہ تائیوان تنازعہ: موجودہ صورتحال اور مستقبل کے ممکنات کے تناظر میں	محمد محبوب	9
	احکامِ شرع		
5	لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	15
	تذکرہ		
6	تذکرۂ حضرت سفیان بن ثوری (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	22
	باھو شناسی		
7	چوتھی دو روزہ انٹرنیشنل کانفرنس: مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ	مسلم انسٹیٹیوٹ	27
8	تعلیماتِ حضرت سلطان باھوؒ میں سانپ کا تمثیلی ذکر	لئیق احمد	40
9	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
10	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
70 روپے	100 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 840 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1200 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر کمرہ نمبر-9، سیکنڈ فلور، اسلم آرکیڈ 16 میکلوڈ روڈ، لکشمی چوک لاہور سے شائع کیا

"مَنۡ یَّہۡدِ اللّٰہُ فَہُوَ الۡمُہۡتَدِ ۚ وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ وَلِیًّا مُّرۡشِدًا" (الکہف:17)

"جسے اللہ عزوجل راہ دے تو وہی راہ پر اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی حمایتی راہ دکھانے والا (ولی، مُرشد) نہ پاؤ گے"۔

"حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"لَا تُصَاحِبْ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيٌّ"

"تم صرف مؤمن کی سنگت اختیار کرو اور تمہارا کھانا پرہیز گار ہی کھائے"۔(سنن أبی داود، کِتَابُ الْأَدَبِ)

سبحانی محبوب ربانی غوث الاعظم محی الدین

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

فرمان

"اولیاء اللہ جلال اور جمال کے درمیان رہتے ہیں، دائیں بائیں دھیان نہیں کرتے، پیچھے کی بجائے ان کی توجہ سامنے ہی رہتی ہے، انسان، جن اور فرشتے غرض سب طرح کی مخلوق ان کی خدمت کیلیے کمر بستہ رہتی ہے۔ حکم اور علم ان کے خادم بن جاتے ہیں، اللہ عزوجل کا فضل ان کی غذا ہے، انس و محبت انہیں سیراب کرتا ہے، اللہ عزوجل کے فضل کے طعام سے کھاتے ہیں اور ان کی اُنسیت کے شربت سے پیتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا کلام سُننا ان کا مشغلہ (مصروفیت) ہے پس مردانِ خُدا ایک وادی میں ہیں اور دوسری مخلوق دوسری وادی میں۔ خلقِ خدا کو احکامِ الٰہی سناتے ہیں اور جن باتوں سے اللہ عزوجل نے منع فرمایا ہے ان سے روکتے ہیں، حقیقت میں وہی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نائب اور وارث ہیں ان کا کام خلقت کو دروازہ حق پر پہنچانا ہے اور اُن پر اللہ عزوجل کی حجت کو قائم کرنا ہے"۔

(فتح الربانی)

سلطان العارفین

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ

فرمان

جتھے رتی عشق وکاوے اوتھے مناں ایمان دیوے ھو
کتباں ورد وظیفے اوتے چا پچھیوے ھو
باجھوں مرشد کجھ نہ حاصل توڑے راتیں جاگ پڑھیوے ھو
مرئیے مرن تھیں اگے باھو تاں رب حاصل تھیوے ھو

(ابیاتِ باھُو)

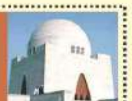

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان، اتحاد، تنظیم

"وہ (جو مسلمان ہو کر کانگرس کی طرف داری کرتے ہیں) نمک حلالی کر رہے ہیں، وہ جس ذوق و شوق سے کانگرس کی خدمت کر رہے ہیں اگر اس کے نصف سے بھی اللہ عزوجل کی فرمانبرداری کرتے تو انہیں معاشرے میں کم سے کم ایک باوقار مقام حاصل ہوتا"۔

(پنجاب میں وزارت سازی، صدر کانگرس کے بیان کا جواب نئی دہلی، 19 مارچ، 1946ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

(بانگِ درا)

پاکستان میں سیلاب کی تباہ کاریاں اور ممکنہ حل

پاکستان گزشتہ چند ماہ سے مون سون کے غیر معمولی طویل سیزن کے دوران بارشوں اور ان کے نتیجے میں آنے والے سیلاب کی زد میں ہے-پاکستان کی نیشنل ڈیزازٹر مینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کے مطابق اگست کے اختتام تک کم وبیش 1191 لوگ لقمہ اجل بن چکے ہیں اور مجموعی طور پر تین کروڑ 30 لاکھ سے زیادہ آبادی اس قدرتی آفت سے متاثر ہو چکی ہے جبکہ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس سیلاب کے نتیجے میں کم از کم 10 ارب ڈالر کا نقصان ہوا ہے اور متاثرہ علاقوں میں تعمیر نو اور بحالی کے عمل میں کئی برس لگیں گئے جس پر آنے والی لاگت اس نقصان سے کہیں زیادہ ہو گی-

حکومت پاکستان کے مطابق صوبہ سندھ سیلاب میں سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے جہاں 23 اضلاع کی ایک کروڑ 45 لاکھ سے زیادہ آبادی سیلاب کی تباہ کاریوں کی زد میں ہے-اس طرح صوبہ بلوچستان کے 34 اضلاع کے 91 لاکھ 82 ہزار سے زیادہ افراد جبکہ صوبہ پنجاب کے آٹھ اضلاع کی 48 لاکھ سے زیادہ آبادی متاثر ہوئی ہے- تعجب کی بات ہے بلندی پر ہونے کے باوجود خیبر پختونخواہ بھی سیلاب کی زد میں ہے اور اس کے 33 اضلاع کے 43 لاکھ سے زیادہ لوگ متاثرین میں شامل ہیں-المختصر یہ کہ ملک خداداد کا ایک تہائی حصہ ، مکانات ، ریلوے ٹریک ، موٹرویز وغیرہ زیر آب ہیں اور بعض علاقوں کا ملک سے زمینی رابطہ بھی منقطع ہو چکا ہے-

سیلاب سے نمٹنے اور لوگوں کی بحالی کیلئے اقوام متحدہ نے 16 کروڑ ڈالر امداد کی ہنگامی اپیل جاری کی ہے-پورے ملک میں ہنگامی صورتحال ہے، ریاست کی تمام تر توجہ سیلاب زدگان کی مدد پر مرکوز ہے-ایسی آفتوں اور مشکل حالات سے نمٹنے کیلئے ہمیں ہر ممکن حد تک متاثرین کی دادرسی کرنی چاہئے-ایسے حالات میں ہمیں حکومت پاکستان کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بھی سیلاب زدگان کی خوراک اور رہائش کی کوشش کرنی چاہئے-

بدقسمتی سے پاکستان میں سیلاب جیسی آفت کوئی نئی چیز نہیں-پاکستان کے بعض علاقے ایسے ہیں جہاں ہر سال سیلاب آنا ایک معمول بن گیا ہے-اس سے قبل 1992ء، 2003ء، 2007ء، 2010ء اور 2014ء میں بڑے سیلاب آ چکے ہیں- لیکن توجہ طلب بات یہ ہے کہ ایک طرف پاکستان میں پانی کی قلت کا رونا رویا جاتا ہے جبکہ دوسری طرف پاکستان ہر سال زیر آب آ جاتا ہے-اس کی بنیادی وجہ پاکستان میں موسم گرما میں گلیشیرز کے پگھلنے اور مون سون بارشوں کی وجہ سے پانی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اور اس پانی کو ذخیرہ کرنے کے لیے ڈیم ضرورت سے بہت کم ہیں-پس موسم گرما میں اضافی پانی سیلاب کا باعث بنتا ہے جبکہ موسم سرما میں پانی ضرورت سے کم ہوتا ہے اور ملک کے بیشتر حصوں میں قحط سالی ہوتی ہے-اگر نئے ڈیم بنا لیے جائیں تو موسم سرما میں اضافی پانی کو ذخیرہ کر کے قلت کو پورا کیا جا سکتا ہے بلکہ سیلاب سے بھی بچا جا سکتا ہے-اس کے علاوہ ڈیم سستی بجلی پیدا کرنے اور بنجر زمین کو زیر کاشت لانے میں بھی معاون ثابت ہوتے ہیں-

1953ء میں کالاباغ ڈیم کی منصوبہ بندی کی گئی تھی اور 1977ء میں ڈیم کی تعمیر پر کام کا آغاز بھی ہو گیا تھا مگر گزشتہ 30 برس سے سیاسی مسائل کی بنا پر ڈیم پر کام رکا ہوا ہے-کالاباغ ڈیم ایک اہم ڈیم ہے جو سیلابوں کو روکنے میں نہایت مددگار ثابت ہو گا-ماضی میں پاکستان میں دو ڈیم بنے تھے جن کا مجموعی قابل استعمال پانی MAF16.04 ملین ایکڑ فٹ تھا-البتہ حکومت پاکستان کی حالیہ رپورٹ کے مطابق تربیلا ڈیم کی پانی جمع کرنے کی صلاحیت میں 43 فیصد کمی ہو چکی ہے اور یہ کمی مزید بڑھتی جائے گئی کیونکہ ڈیم میں آنے والے پانی میں ریت اور پتھر آتے ہیں اور وہ ڈیم میں جمع ہوتے رہتے ہیں-مزید یہ کہ جوں جوں موجودہ دو عدد ڈیم ریت اور مٹی سے بھر جائیں گے تو زراعت کیلئے فقط بارانی موسم کے 100 دن پانی ملے گا جس کے باعث کپاس اور گندم سمیت دیگر کئی فصلیں متاثر ہوں گی-نوشہرہ اور چارسدہ میں سیلاب آنے کی سب سے اہم وجہ دریائے سوات پر کسی بھی ڈیم کی غیر موجودگی ہے اس لیے دریائے سوات پر مونڈا ڈیم کی تعمیر ناگزیر ہے-

حکومت پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق 2010ء کے سیلاب سے 10 بلین ڈالر کا نقصان ہوا تھا اور حالیہ سیلاب میں یہ نقصان 10 بلین ڈالر سے تجاوز کر چکا ہے- ذرا تصور کیجئے کہ اس رقم سے کتنے نئے ڈیمز بنائے جا سکتے تھے اور ان ڈیمز کی موجودگی سے کتنے قیمتی جانی اور مالی نقصانات سے بچا جا سکتا تھا-ابھی بھی وقت ہے کہ ہوش کے ناخن لیے جائیں اور ڈیمز کی تعمیر کا کام ہنگامی بنیادوں پر شروع کیا جائے-

غزہ کی حالیہ صورتحال اور مسئلہ فلسطین

سرزمینِ فلسطین پر اسرائیل نے برطانوی اور مغربی حمایت پر 1948ء میں قبضہ کیا جو آج تک جاری ہے۔ درحقیقت فلسطین پر اسرائیلی قبضہ ناجائز اور غیر قانونی ہے اور فلسطین کے حریت پسند عوام نے اسرائیلی جارحیت اور قبضے کے خلاف ہمیشہ بھرپور مزاحمت کی ہے۔ اپنی آزادی کیلئے صیہونی فوج کے خلاف جدوجہد کرنا فلسطینیوں کا بنیادی حق ہے، چاہے وہ غزہ میں ہوں یا مغربی کنارہ میں۔

اس وقت غزہ میں معصوم فلسطینی عوام اور بچوں پر جاری بدترین تشدد اور مظالم تمام اِنسانیت بالخصوص اُمتِ مسلمہ کے لئے انتہائی غمگین امر اور باعثِ تشویش ہیں۔ اسرائیلی فورسز کی جانب سے غزہ میں یہ حملے روزانہ کا معمول بن چکے ہیں۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے دفتر نے 5 سے 7 اگست یعنی دو دنوں کے دوران ہونے والے حملوں میں 48 فلسطینیوں کی شہادت کی تصدیق کی ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں فلسطینی زخمی ہیں جنہیں بنیادی طبی سہولیات فراہم کرنے میں بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

اسرائیل ہمیشہ اپنے ظالمانہ اقدامات پر عالمی برادری کو یہ باور کراتا ہے کہ وہ فلسطینی حملوں کے خلاف فقط اپنا دفاع کر رہا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسرائیلی جارحیت و بربریت کا مقصد غزہ کے معصوم شہریوں، عورتوں اور بچوں کو نشانہ بنانا اور اُن کی زندگیوں کو تباہ کرنا ہے تاکہ ڈر اور خوف کے باعث وہاں کے حریت پسند لوگ اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد سے رک جائیں اور مقبوضہ علاقوں کو اسرائیل کا حصہ تسلیم کر لیں۔

یاد رہے غزہ ایک باریک پٹی ہے جہاں ڈیڑھ ملین سے زائد لوگ آباد ہیں۔ وہاں کے لوگ نہ تو آزادانہ طور پر نقل و حرکت کر سکتے ہیں، نہ ہی کچھ برآمد اور درآمد کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں غزہ ایک کھلی جیل کی مانند ہے۔ غزہ کرۂ ارض پر بہت زیادہ گنجان آباد علاقہ ہے جس کی لمبائی شمال سے جنوب 40 کلومیٹر جبکہ مشرق سے مغرب 10 کلومیٹر ہے یعنی 400 مربع کلومیٹر کے علاقہ میں ڈیڑھ ملین فلسطینی آباد ہیں چنانچہ 4 فلسطینی اوسطاً ایک مربع میٹر جگہ پر آباد ہیں۔ ایسے میں اگر اسرائیلی ایف سولہ طیارے اوپر سے سیب اور مالٹے بھی برسائیں تو بھی فلسطینیوں کو ہلاک کیا جا سکتا ہے جبکہ اسرائیل جدید ہتھیاروں کے ذریعے حملے کرتا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں اموات ہوتی ہیں۔

فلسطین کی اس صورتحال پر ایمنسٹی انٹرنیشنل گزشتہ برس اپنی رپورٹ میں کہہ چکی ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف Apartheid (نسلی عصبیت) کا مرتکب ہو رہا ہے۔ رپورٹ میں فلسطینیوں کی زمین اور جائیداد پر 'بڑے پیمانے' پر قبضے، غیر قانونی ہلاکتوں، فلسطینیوں کی ان کی زمین سے دوسرے مقامات پر 'جبری منتقلی'، نقل و حرکت پر سخت پابندیوں، قومیت اور شہریت سے انکار کو ایسے 'نظام کے اجزا قرار دیا گیا ہے جو بین الاقوامی قانون کے تحت نسل پرستی کے زمرے میں آتا ہے۔

مسئلہ فلسطین پر گزشتہ 7 دہائیوں سے بین الاقوامی برادری اور اقوامِ متحدہ جیسے ادارے اپنا کردار ادا کرنے میں یکسر ناکام نظر آتے ہیں۔ فلسطینی عوام کی مزاحمت اور جدوجہد کا واحد مقصد ایک آزاد اور خود مختار ریاست کا قیام ہے۔ گو کہ اقوامِ متحدہ نے واضح طور پر اپنا لائحہ عمل دیا ہے جس کے مطابق اسرائیلی فوج کو 1967ء کی پوزیشن پر واپس جانا چاہئے، فلسطینی پناہ گزینوں کو اپنے گھروں میں واپس لوٹنے کی اجازت ہونی چاہئے اور وہ جو نہ لوٹ سکیں، انہیں اس کے بدلے معاوضہ دینا چاہئے اور سرحدوں کی سکیورٹی یقینی ہونی چاہئے اور یہ اقوامِ متحدہ کی سیکیورٹی کونسل کی قراردادوں میں واضح کیا گیا ہے مگر اسرائیل اِن پر عمل درآمد کرنے کیلئے تیار نہیں ہے اور نہ ہی عالمی ادارے اپنے ہی فیصلوں پر عمل درآمد کروانے میں سنجیدہ نظر آتے ہیں۔

افسوس اس بات کا ہے کہ اُمتِ مسلمہ فلسطین میں مسلسل ظلم و جبر پر خاموش تماشائی بنے ہوئی ہے۔ عرب ممالک کے اسرائیل کے ساتھ بڑھتے ہوئے روابط اور اسرائیلی جارحیت پر مجرمانہ خاموشی اس بات کا عندیہ دیتی ہے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ مگر مسلم دنیا کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جو حالت آج فلسطین و کشمیر کی ہے وہ کل کسی اور اسلامی ملک کی بھی ہو سکتی ہے۔ پس اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ متحد و یکجا ہو کر مسئلہ فلسطین کے حل کے لیے عملی اقدامات کرے۔

AZERBAIJAN - PAKISTAN
YEARS OF DIPLOMATIC RELATIONS
1992 - 2022

آذربائیجان پاکستان تعلقات
علمی، سماجی و ثقافتی تناظر

MUSLIM Institute

(رپورٹ: مسلم انسٹیٹیوٹ)

آذربائیجان پاکستان سفارتی تعلقات کی 30ویں سالگرہ کے موقع پر مسلم انسٹیٹیوٹ کے زیرِ اہتمام نیشنل لائبریری آف پاکستان، اسلام آباد میں ”آذربائیجان پاکستان تعلقات: علمی، سماجی و ثقافتی تناظر“ پر ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا- اس موقع پر سالگرہ کا خصوصی کیک بھی کاٹا گیا- آذربائیجان کے سابق وزیر اعظم جناب نوروز مدروف، پاکستان میں آذربائیجان کے سفیر عزت مآب خضر فرہادوف، آذربائیجان کی ممبر پارلیمنٹ محترمہ تمم جعفروا، بریگیڈیئر (ر) عبدالرحمٰن بلال، ڈاکٹر ثروت رؤف ایسوسی ایٹ پروفیسر نمل یونیورسٹی اسلام آباد، احمد رضا پروگرام مینیجر مسلم انسٹیٹیوٹ اور ایڈووکیٹ آصف تنویر کو آرڈینیٹر مسلم انسٹیٹیوٹ مقررین تھے- جناب اسامہ بن اشرف ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ نے سیمینار میں ماڈریٹر کے فرائض سرانجام دیئے- سیمینار میں آذربائیجانی وفد کے ساتھ ساتھ محققین، سکالرز، طلباء، یونیورسٹی کے پروفیسرز، وکلاء، صحافیوں، سماجی کارکنان اور زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی-

مقررین کے بیانات کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:

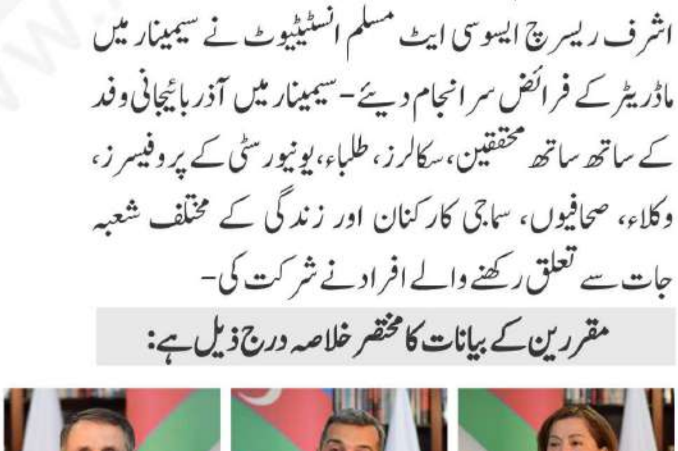

پاکستان اور آذربائیجان، دو برادر مسلم ممالک، منفرد تاریخی، ثقافتی، مذہبی، جغرافیائی اور سیاسی مشترکات رکھتے ہیں- پاکستان دوسرا ملک تھا جس نے 1991ء میں آذربائیجان کی آزادی کو تسلیم کیا- اس کے بعد 1992ء میں دونوں ریاستوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہوئے- پاکستان باکو میں اپنا سفارت خانہ کھولنے والے اولین ممالک میں سے ایک تھا- آذربائیجان اور پاکستان حقیقی معنوں میں برادر ملک ہیں- دونوں ریاستوں نے ہمیشہ قومی اور بین الاقوامی مسائل کے حل کے لئے مختلف فورمز پر ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے- مثال کے طور پر، آذربائیجان مسئلہ کشمیر پر پاکستان کے مؤقف کی حمایت کرتا ہے اور پاکستان نگورنو کاراباخ کے معاملے پر آذربائیجان کے مؤقف کی حمایت کرتا رہا ہے- دونوں ممالک نے اقوام متحدہ اور او آئی سی جیسے مختلف بین الاقوامی فورمز پر ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیا- دونوں ممالک کے درمیان ہمیشہ حکومتی سطح پر اعلیٰ سطحی رابطوں کا تبادلہ اور مضبوط تعلقات قائم کیے گئے- مزید یہ کہ پاکستان اور آذربائیجان کی قیادت باقاعدگی سے ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت جاری رکھے ہوئی ہے-

پاکستان میں 2005ء کے زلزلے اور 2010ء-2011ء کے سیلاب میں اپنے آذربائیجانی بھائیوں کی طرف سے دی گئی عظیم مدد کو یاد کرتے ہیں- آذربائیجان کی حکومت کی جانب سے 2011ء میں سیلاب کے متاثرین کے لیے 2 ملین امریکی ڈالر کی رقم مختص کی گئی تھی- پاکستان نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں قرارداد کی منظوری میں بھی اہم کردار ادا

کیا- جہاں واضح طور پر اعلان کیا گیا کہ نگورنو کاراباخ آذربائیجان کا مستقل حصہ ہے- پاکستان نے آرمینیا کے ساتھ جنگ کے دوران آذربائیجان کی کثیر الجہتی پر مبنی حمایت کی اور آذربائیجان کے حق میں اپنی آواز بلند کی- پاکستانی عوام اور حکومت نے آذربائیجان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ یکجہتی اور حمایت کا اظہار کیا- اس جنگ کے وقت مسلم انسٹیٹیوٹ کے بانی صاحبزادہ سلطان محمد علی اور چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ صاحبزادہ سلطان احمد علی نے بھی مشکل وقت میں آذربائیجان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے کئی تقریبات آذربائیجان کے شہداء کے نام کیں-

دونوں ممالک کے لوگ ایک ہی انداز میں اسلامی تہوار مناتے ہیں- دونوں ممالک کے درمیان تاریخی روابط بھی استوار رہے ہیں جو ان ممالک کو ایک دوسرے کے قریب کرتی ہیں مثلاً آذربائیجان میں ملتان کاروان سرائے کو ملتان کے تاجروں کو آذربائیجان میں ٹھہرنے کے لیے بنایا گیا تھا- مشہور شاعر صائب تبریزی نے 17ویں صدی میں برصغیر کا دورہ کیا اور یہاں کچھ عرصہ قیام کیا- 1992ء میں پاکستان اور آذربائیجان کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام کے بعد دونوں فریقوں نے مختلف شعبوں میں تعاون جاری رکھا- مثال کے طور پر انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے آذربائیجان کی حیدر علییف فاؤنڈیشن کی خدمات بے مثال ہیں- یہ فاؤنڈیشن تعلیم کے شعبے میں انسانی اور سماجی منصوبے پیش کرتی ہے- ان کے کام کے اعتراف میں آذربائیجان کی خاتون اول مہربان علییئیوا کو ہلال پاکستان کے اعلیٰ ترین سول ایوارڈ سے نوازا گیا-

دونوں ممالک کے درمیان مزید مضبوط عوامی روابط قائم کرنے کے لیے جامعات اور تھنک ٹینکس کے اہم کردار ادا کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں فریق ثقافتی روابط کے فروغ پر بھی کام کر رہے ہیں- اسلام آباد میں آذربائیجان کا سفارت خانہ پاکستانی شہریوں کو ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ وہ تین دن کے بجائے صرف تین گھنٹے میں باآسانی آن لائن ویزے حاصل کر سکیں- ای ویزا سسٹم اور پاکستان سے آذربائیجان کیلئے براہ راست پروازیں شروع ہو گئی ہیں جس سے عوام کے درمیان رابطوں کو فروغ ملے گا- آذربائیجانی یونیورسٹیز (خزر یونیورسٹی اور اے ڈی اے یونیورسٹی) کی طرف سے پاکستانی طلباء کو مختلف سکالرشپس کی پیشکش کی جا رہی ہے- پاکستانی و آذربائیجانی طلباء کے لئے سائنسی تحقیق، میڈیکل، انجینئرنگ اور مینجمنٹ سائنسز کی تعلیم حاصل کرنے کے بہت سے مواقع موجود ہیں جو ممکنہ طور پر ایک نالج کوریڈور بنا سکتے ہیں-

آذربائیجانی عوام خاص طور پر طلباء پاکستانی زبان اور ثقافت کے بارے جاننے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں- یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ آذربائیجان کے طلباء اپنی ریاستی یونیورسٹیز میں پاکستان کی قومی زبان سیکھ رہے ہیں- اردو سیکھنا آذربائیجان کے طلباء کو پاکستانی ثقافت کے بارے میں جاننے کے لیے متاثر کر رہا ہے- حال ہی میں اسلام آباد میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز میں آذربائیجان لینگوئج اینڈ کلچرل سینٹر کا افتتاح کیا گیا- یہ پاکستان میں آذربائیجانی زبان اور ثقافت کو فروغ دے گا اور آذربائیجان لینگویجز یونیورسٹی میں اردو زبان اور ثقافت کی چیئر قائم کی جائے گی- مزید برآں، باکو میں یونیورسٹی آف لینگوئجز میں ایک فعال پاکستان کلچرل سینٹر ہے جو پاکستان کی ثقافت اور ادب کی تفہیم کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے- یہ آذربائیجان

لسانیات، اردو لسانیات اور عمومی لسانیاتی سائنس کو بھی فروغ دے گا- ہمارے پاس آذربائیجان، ترکی اور اردو زبان میں روزمرہ استعمال کے ایک ہزار سے زیادہ ملتے جلتے الفاظ ہیں-

دونوں ممالک کے عوام قریب آتے جا رہے ہیں- اس سے دیگر شعبوں بالخصوص تجارت میں تعلقات کو مزید گہرا کرنے میں بھی مدد ملے گی- 2020ء میں آذربائیجان نے پاکستان کے ساتھ معدنی مصنوعات 1.6 ملین ڈالر، ٹیکسٹائل 1.2 ملین ڈالر اور سبزیوں کی مصنوعات 8.74 ہزار ڈالر کی تجارت کی- 2020ء میں پاکستان نے آذربائیجان کے ساتھ ٹیکسٹائل 4.68 ملین ڈالر، کیمیائی مصنوعات 2.32 ملین ڈالر اور سبزیوں کی مصنوعات 1.51 ملین ڈالر کی تجارت کی- تاہم دونوں ممالک کے درمیان تجارتی حجم بہت کم ہے اور اس میں اضافہ ہونا چاہیے- چونکہ حکومت آذربائیجان کی طرف سے ویزا کے طریقہ کار کو آسان بنایا گیا ہے، جس کے ذریعے ثقافتی تعلقات کو سیاحت کے ذریعے آگے بڑھایا جا سکتا ہے- پاکستان سے آذربائیجان آنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ ویزا کا طریقہ کار آسان ہو گیا ہے-

تیس برسوں میں دونوں ممالک کے درمیان اعلیٰ سطح کے تعلقات کو تیزی سے فروغ مل رہا ہے- دو طرفہ تعلقات کو فروغ دینے کے لیے مختلف شعبوں کے درمیان مفاہمتی یادداشتوں کی ایک طویل فہرست پر دستخط کیے گئے ہیں- 2005ء میں پاکستان اور آذربائیجان کے درمیان اطلاعات و مواصلات، ٹرانسپورٹ، ایوی ایشن، ثقافت، مالیات اور تعلیم سے متعلق چھ معاہدے ہوئے- دونوں ممالک کے درمیان ایک کمیشن بھی ہے جو ہر دو سال بعد اس بات کا جائزہ لیتا ہے کہ ہم اپنے اقتصادی تعلقات کو کیسے بہتر بنا سکتے ہیں- باکو میں نیشنل بینک آف پاکستان کی شاخیں ہیں اور پاکستانی فارما انڈسٹری نے بھی آذربائیجان میں سرمایہ کاری کی ہے اور بھی کئی ایسے شعبہ جات ہیں جن میں ہم بنیادی طور پر دفاعی نظام پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں، دفاعی ساز و سامان اور توانائی کے شعبے کی ترقی پر توجہ مرکوز کی جا سکتی ہے- آذربائیجان کو تیل اور گیس کے شعبے میں کافی مہارت حاصل ہے- سرکاری مندوبین کے باقاعدہ دوروں کے ذریعے، ہم ٹھوس نتائج کے لیے دونوں ممالک کے درمیان مضبوط تعاون پیدا کر سکتے ہیں- تعلیمی تعاون اس پائیدار بندھن کو مزید مضبوط بنا سکتا ہے اور دونوں ریاستوں میں سماجی و اقتصادی خوشحالی لا سکتا ہے- مجموعی طور پر سماجی و اقتصادی تعلقات کی مضبوطی کے ساتھ تجارتی اور کاروباری تعلقات کی ترقی دونوں ممالک کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی- ماضی کی طرح اگر بین الاقوامی فورمز پر ایک دوسرے کی حمایت کرتے رہے تو ان کی طاقت دوگنی ہو جائے گی-

وقفہ سوال و جواب:

سیمینار کے اختتام پر ایک انٹرایکٹو سیشن بھی منعقد ہوا جس کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:

آذربائیجان اور پاکستان نے آذربائیجان کی آزادی کے پہلے دن سے ہر مسئلہ پر ہمیشہ ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے خاص طور پر بین الاقوامی فورمز پر دونوں ممالک کا مؤقف ایک رہا ہے- آذربائیجان OIC کے کشمیر رابطہ گروپ کے چند ارکان میں سے ایک ہے جہاں رکن ممالک کے خصوصی رابطہ گروپ کی طرف سے اس مسئلے کی بھرپور حمایت کی جاتی ہے- پاکستان بھی آذربائیجان کے خلاف جارحیت کے معاملے میں او آئی سی کے رابطہ گروپ کے چند ارکان میں سے ایک ہے- ہم ہر میدان میں ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں اور کشمیر پر آذربائیجان کا مؤقف ہے کہ وہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل دیکھنا چاہتا ہے-

☆☆☆

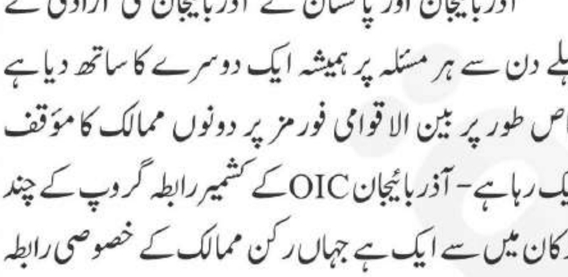

موجودہ صورتحال اور مستقبل کے ممکنات کے تناظر میں

محمد محبوب

ابتدائیہ:

حالیہ دنوں میں چائنہ اور تائیوان کے درمیان تنازعہ میں شدت اور بڑھتی ہوئی کشیدگی نے پوری دنیا کی توجہ اپنے جانب مبذول کروائی ہے- اس تنازعہ میں شدت پیدا ہونے سے نہ صرف علاقائی امن و امان بلکہ عالمی امن کو بھی شدید خطرات لاحق ہوتے نظر آئے ہیں کیونکہ اس تنازعہ سے عالمی طاقتوں کے براہ راست مفادات جڑے ہوئے ہیں- اس حالیہ کشیدگی کی وجہ چائنہ کا بار بار تنبیہ کرنے کے باوجود امریکی ایوان نمائندگان کی اسپیکر اور تیسری سب سے بڑی شخصیت نینسی پیلوسی (Nancy Pelosi) کا اپنے وفد کے ہمراہ تائیوان کا دورہ کرنا ہے- انہوں نے اپنا یہ دورہ ایشیاء کے چار ممالک (جس میں سنگاپور، ملائیشیا، جنوبی کوریا اور جاپان شامل تھے) کے دورے کے دوران کیا- نینسی پیلوسی 1997ء کے بعد سے تائیوان کا دورہ کرنے والی اعلیٰ ترین امریکی سیاست دان ہیں- اس سے قبل چینی صدر شی جن پنگ نے امریکی صدر جو بائیڈن سے بات کرتے ہوئے تائیوان کے معاملے پر امریکا کو خبردار کیا تھا کہ تائیوان کے معاملے پر ”آگ سے کھیلنے سے گریز کریں“- چین اس دورے کو اپنی خودمختاری کی سنگین خلاف ورزی اور 'ون چائنا پالیسی' کے اصول کیلئے ایک چیلنج سمجھتا ہے- اس دورے کے ردِ عمل میں اپنی پہلی جوابی کاروائی کے طور پر چین نے تائیوان کے آس پاس فوجی مشقوں کا اعلان کیا جن کے دوران بیلیسٹک میزائل بھی استعمال کیے گئے-

زیرِ نظر مضمون 'چائنہ - تائیوان تنازعہ' کی تاریخ، تنازعہ کے متعلق چائنہ اور تائیوان سمیت عالمی برادری کے مؤقف اور موجودہ صورتحال کے تناظر میں مستقبل کے ممکنات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس تنازعہ میں کشیدگی کس طرح عالمی امن کو متاثر کر سکتی ہے اور اس کے خطے پر خطرناک منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں-

چائنہ - تائیوان تنازعہ کی تاریخ:

جغرافیائی طور پر تائیوان ایک جزیرہ ہے جو چینی سرزمین (مین لینڈ) کے جنوب مشرقی ساحل سے تقریباً 120 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے- آبنائے تائیوان (Tiwan Starit) اس جزیرے کو چین سے الگ کرتی ہے- تائیوان کا رقبہ تقریباً 36 ہزار مربع کلومیٹر اور آبادی 2 کروڑ 36 لاکھ کے قریب ہے- اس کی شمال مغربی سرحد سمندری پانیوں پر مشتمل ہے جو چین کا سمندری علاقہ ہے- شمال مشرقی سمندری سرحد جاپان جبکہ جنوب میں فلپائن کا سمندر ہے-

اگر ہم چائنہ اور تائیوان کی تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ جزیرہ پہلی مرتبہ 17ویں صدی میں چِنگ خاندان (Qing dynasty) کے زیر کنٹرول آیا اور 1895ء میں پہلی چین- جاپان جنگ کے بعد اس جزیرے کا کنٹرول جاپان کے پاس چلا گیا- جب 1945ء میں دوسری عالمی جنگ میں جاپان کو شکست ہوئی تو چین (جو کہ اتحادی افواج کا حصہ تھا) نے تائیوان کا کنٹرول دوبارہ سنبھال لیا- لیکن ساتھ ہی مین لینڈ چائنہ پر ماؤزے تنگ کی سربراہی میں کمیونسٹوں اور چیانگ کائی شیک کی سربراہی میں نیشنلسٹوں کے درمیان خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا تھا- اس خانہ جنگی کے دوران 1949ء میں جنرل چیانگ اور اس کی کوومنتانگ (KMT) حکومت کو

کمیونسٹوں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ نیشنلسٹوں کی اس شکست کے نتیجے میں کیمونسٹ پارٹی نے بیجنگ کا کنٹرول سنبھال لیا اور مین لینڈ چائنہ کو پیپلز ریپبلک آف چائنہ ڈکلیئر کر دیا گیا۔[1] دوسری طرف چیانگ اور ان کی باقی ماندہ کیومنتانگ (کے ایم ٹی) حکومت کے ارکان نے 1949ء میں ہی تائیوان کے جزیرے پر پناہ لی اور اس خطے میں 'جمہوریہ چین' کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ وہی اب بھی قانونی حکومت ہیں۔ تائیوان میں اس وقت سے ایک الگ اور آزادانہ حکومت قائم ہے اور تائیوان کو سرکاری طور پر ''جمہوریہ چین'' کے نام سے جانا جاتا ہے جبکہ چین (مین لینڈ) کا سرکاری نام عوامی جمہوریہ چین ہے۔[2]

تائیوان کی تزویراتی اہمیت:

تائیوان اگرچہ ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے لیکن اس کی جغرافیائی حیثیت اسے تجارتی، اقتصادی، سیاسی، معاشی اور دفاعی لحاظ سے اہم بناتی ہے۔ سمندر کے گہرے ہونے کی وجہ سے تجارتی اعتبار سے تائیوان کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے۔ تائیوان مشرقی بحیرہ چین، بحیرہ جنوبی چین اور فلپائن سمندر کے کناروں پر واقع ہے۔ یہ جاپانی جزیروں کی چین کے قریب جنوب مغرب میں بھی واقع ہے اور اوکی ناوا کے بہت قریب ہے اس لیے جاپان سے نمایاں طور پر قریب ہے۔ پچھلی کئی صدیوں سے، تائیوان ایک تزویراتی جزیرہ رہا ہے اور ساتھ ہی جاپان اور چین پر حکمرانی کرنے والے مختلف خاندانوں کے درمیان تنازعہ کی وجہ بھی رہا ہے۔

عالمی سطح پر تائیوان کی معیشت بہت اہمیت کی حامل ہے جو کہ 22ویں سب سے بڑی اکنامی ہے۔ تائیوان عالمی منڈی میں الیکٹرانک آلات کا بہت بڑا Exporter ہے جس کی اکانومی کا حجم 2021ء میں 790 بلین ڈالرز کے قریب ہے۔[3]

تائیوان، چین کیلئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ تائیوان پر کنٹرول چین کیلئے سمندری پانی اور تجارتی راستوں خصوصاً بحیرہ جنوبی چین میں جانے والے راستوں پر کنٹرول آسان بناتا ہے۔ آبنائے تائیوان کو خطے کی مصروف ترین شپنگ لین میں سے ایک سمجھا جاتا ہے جہاں ایشیا، مشرق وسطیٰ اور ہندوستان کی طرف چینی، جاپانی اور کوریائی تجارت کا تقریباً 90 فیصد حصہ اسی آبنائے سے گزرتا ہے۔ چونکہ چین کی تمام بڑی بندرگاہیں Yellow Sea میں واقع ہیں، اس لیے اس کی تجارت چین کے لیے خاصی اہمیت رکھتی ہے۔ ایک طرف چین آبنائے تائیوان کے ذریعے تجارت کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف آبنائے سے گزرنے والی اپنی شپنگ لین کی حفاظت کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ چینی معیشت کا انحصار برآمدات پر ہے، اس لیے چین کو تائیوان پر کنٹرول کی ضرورت ہے تاکہ اس تجارتی راستے پر مکمل کنٹرول ہو۔

اگر تائیوان چین کا حصہ ہوتا تو چین بحرالکاہل کے علاقے میں اپنی طاقت کو مزید آسانی سے آگے بڑھانے کے لیے آزاد ہوتا اور اس علاقے میں واقع گوام اور ہوائی جیسے امریکی فوجی اڈوں کو بھی خطرہ لاحق ہوتا۔ اس کے علاوہ چین کا اثرورسوخ جاپان، فلپائن اور دوسرے آسیان ممالک تک بڑھ جاتا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ عالمی منظر نامے پر چین اور امریکہ کے مابین پاور گیم جاری ہے اور دنیا Unipolarity سے Multipolarity کی طرف جا چکی ہے تو تائیوان، اس خطے میں چین کی بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لئے امریکہ کے لئے اہم ہتھیار ہے۔ امریکہ تائیوان کی اہمیت سے بخوبی آگاہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ تائیوان ایک ایسا علاقہ ہے جس کے اثرات جنوبی جاپان سے شروع ہوتے ہوئے فلپائن اور

[1] Brown,David: China and Taiwan: A really simple guide https://www.bbc.com/news/world-asia-china-59900139
A Brief History of Modern China and Taiwan
https://www.csis.org/programs/international
[2] *ibid*
[3] Bansal, Amit: Significance Of Taiwan; Why The Tiny Island Matters So Much?
https://www.india.com/news/world/significance

بحیرۂ جنوبی چین تک پھیلتے چلے جاتے ہیں- سارے علاقے امریکہ کے اتحادیوں سے بھرے ہوئے ہیں- اگر یہاں چین کا اثر و رسوخ بڑھ جاتا ہے تو اس صورت میں امریکہ کی خطے میں تزویراتی حیثیت میں غیر معمولی کمی واقع ہو گی-[4]

تائیوان پر اثر و رسوخ بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ جنوبی اور مشرقی سمندروں میں طاقت کا توازن اس کے حق میں ہو گا جس کا اثر و رسوخ یہاں زیادہ ہو گا- اسی لیے امریکہ اور چین کے درمیان طاقت کے حصول کو برقرار رکھنے کی کشمکش جاری رہتی ہے- جس طرح سرد جنگ میں کیوبا امریکہ مخالف کا کردار رہا ہے اسی طرح امریکہ تائیوان کو چین کے خلاف نئی سرد جنگ میں چین کے لئے کیوبا دیکھنا چاہتا ہے- اس خطے میں First island chain ہونے کی وجہ سے تائیوان کو امریکہ کی خارجہ پالیسی میں اہم حیثیت حاصل ہے- اس کے علاوہ امریکہ کی انڈو پیسفک پالیسی میں بھی تائیوان کا مرکزی کردار ہے- ٹیکنالوجی کی دنیا میں بھی امریکہ کا تائیوان پر انحصار ہے- اگر تائیوان چائنہ کے زیر انتظام آجاتا ہے تو چین اکیلا اس میدان میں Dominate کر جائے گا جو کہ امریکہ کو کسی صورت قابلِ قبول نہیں ہے-

چائنہ کا مؤقف:

تائیوان کے متعلق چائنہ کا ایک واضح اور اصولی مؤقف یہ ہے کہ:

"Taiwan is an Inalienable Part of China. There is only one China in the world, and Taiwan is part of China".[5]

"تائیوان، چین کا غیر منفک اور ناقابل انتقال حصہ ہے- دنیا میں صرف ایک چین (پیپلز ریپبلک آف چائنہ) ہے اور تائیوان اس کا حصہ ہے"-

اگرچہ 1949ء کی خانہ جنگی کے بعد سے تائیوان پر چین کا مکمل کنٹرول نہیں ہے لیکن چین کی یہی پالیسی ہے کہ وہ تائیوان کو جلد ہی اپنا دوبارہ حصہ بنا لے گا- عالمی امورِ خارجہ میں چین سرکاری طور پر "ون چائنہ پالیسی" کا استعمال کرتا ہے جس کا مطلب بھی یہی ہے کہ دنیا میں صرف "عوامی جمہوریہ چین" کے نام سے ایک ہی ملک ہے اور اس کے علاوہ چین کے نام پر کوئی دوسرا ملک موجود نہیں ہے- اسی بناء پر عوامی جمہوریہ چین نے اپنا مؤقف واضح الفاظ میں عالمی برادری کے سامنے پیش کیا کہ وہ ممالک جو "ون چائنہ پالیسی" پر یقین نہیں رکھتے اور تائیوان سے بطور جمہوریہ چین دو طرفہ تعلقات قائم رکھتے ہیں- ایسے تمام ممالک سے عوامی جمہوریہ چین اپنے سفارتی تعلقات ختم کر دے گا- اس پالیسی کے تحت بیجنگ کی تمام سرکاری دستاویزات اور میڈیا میں ری پبلک آف چائنہ یا حکومتِ تائیوان کہنے کی ممانعت ہے- چینی صدر شی جن پنگ اکثر مواقعوں پر اس بات کا اعادہ کر چکے ہیں کہ:

"تائیوان کے ساتھ 'دوبارہ اتحاد' ضرور ہو گا"-[6]

انہوں نے واضح کہا کہ کوئی شخص چینی عوام کی قومی سالمیت اور علاقائی خود مختاری کا دفاع کرنے کی ہمت، عزم اور صلاحیت کو کم تر نہ سمجھے- مکمل اتحاد حاصل کرنے کی تاریخی ذمہ داری ہمیں پوری کرنی ہے اور یہ پوری ہو کر رہے گی- چینی صدر شی جن پنگ نے مستقبل کے ممکنات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ اتحاد "ایک ملک دو نظام" کے تحت ہو گا اور یہ اسی نظام سے ملتا جلتا ہو گا جو ہانگ کانگ میں رائج ہے- ہانگ کانگ چین کا حصہ ہے لیکن وہ کافی حد تک خود مختار بھی ہے-

تائیوان کا موقف:

تائیوان کا مؤقف، چائنہ کے مؤقف سے یکسر مختلف اور متضاد ہے- تائیوان خود کو ایک خود مختار اور جمہوری ملک سمجھتا ہے اور چین کی "ون چائنہ پالیسی" کو مسترد کرتا ہے- تائیوان سرکاری سطح پر خود کو ریپبلک آف چائنہ ڈکلیئر کرتا ہے- تائیوان کا سرکاری مؤقف یہی ہے کہ:

[4] *ibid*
[5] Taiwan - an Inalienable Part of China https://www.mfa.gov.cn/ce/ceus/eng/
[6] Xi Jinping says 'reunification' must be fulfilled https://www.bbc.com/news/world-asia-china-

"The authorities in Beijing have never exercised sovereignty over Taiwan or other islands administered by the ROC".[7]

”بیجنگ میں حکام نے کبھی بھی تائیوان یاROC کے زیر انتظام دیگر جزائر پر خود مختاری کا استعمال نہیں کیا“۔

تائیوان کی صدر سائی اینگ نے بار بار اس مؤقف کو دہرایا ہے کہ:

”تائیوان بیجنگ کے دباؤ میں نہیں آئے گا اور اپنے جمہوری اقدار کا دفاع کرے گا۔ تائیوان ایک آزاد ملک ہے جسے جمہوریہ چین کہا جاتا ہے، اس کا باقاعدہ نام ہے؛ اور یہ کہ وہ اپنی خود مختاری یا آزادی کے دفاع پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے گا“۔[8]

عالمی برادری کا مؤقف:

تائیوان کے معاملے پر بین الاقوامی برادری میں بھی یکساں مؤقف نہیں پایا جاتا ہے لیکن اقوام متحدہ، امریکہ اور روس سمیت اکثریت ممالک چین کی ”ون چائنہ پالیسی“ کی حمایت کرتے ہیں اور ان ممالک کے تائیوان کے ساتھ باضابطہ کوئی سرکاری سفارتی تعلقات قائم نہیں ہیں۔

تائیوان خانہ جنگی کے دوران 1945ء میں اقوام متحدہ کے بانی اراکین میں شامل تھا۔ لیکن 1971ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں 25 اکتوبر 1971ء میں 2758ویں قرارداد کی منظوری کے بعد عوامی جمہوریہ چین نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سلامتی کونسل میں ریپبلک آف چائنہ (تائیوان) کی جگہ لے لی۔ اقوام متحدہ نے سرکاری طور پر 'ون چائنہ پالیسی' کو قبول کیا ہے۔

حالیہ کشیدگی میں اقوام متحدہ نے چین کے مؤقف کی تائید کی ہے اور سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیرس نے کہا کہ ہمارا مؤقف

بالکل واضح ہے ہم اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی متعلقہ قراردادوں اور ایک چین کے اصول کی پاسداری کرتے ہیں ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اسی اصول کی رہنمائی میں کرتے ہیں۔[9]

امریکہ نے شروع میں 1945ء سے 1979ء تک جمہوریہ چین (تائیوان) کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات اور دفاعی تعلقات قائم رکھے لیکن تین دہائیوں بعد عوامی جمہوریہ چین کے ساتھ اپنے سفارتی تعلقات قائم کر لیے۔ امریکہ سرکاری سطح پر چین کی ”ون چائنہ پالیسی“ کی حمایت کرتا ہے لیکن اس کے تائیوان کے ساتھ غیر رسمی سفارتی اور معاشی تعلقات قائم ہیں۔ امریکہ کے تائیوان کے ساتھ کوئی باضابطہ سفارتی تعلقات نہیں ہیں، لیکن وہ اپنے 'تائیوان ریلیشنز ایکٹ' کے تحت اسے ہتھیار فروخت کرتا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کے جزیرے کو اپنے دفاع کیلیے وسائل ضرور فراہم کرنا ہوں گے۔

تائیوان ریلیشنز ایکٹ 10 اپریل 1979ء کو امریکی کانگریس نے منظور کیا، جو آج بھی نافذ العمل ہے جس کے ذریعے امریکہ نے تائیوان کی حکومت کو حملے کی صورت میں دفاع کے لیے ضروری آلات فراہم کرنے کا وعدہ دے رکھا ہے۔ اسی قانون نے چین کو اس علاقے کے الحاق سے روکنے کے لیے 'اسٹریٹیجک ابہام' قائم رکھا ہے۔

چین اور امریکہ کے درمیان تین مشہور اعلامیے (communiques) میں آمریکہ نے ”Beijing as the sole legal Government of China“ قرار دیا ہے۔ امریکہ تائیوان کے متعلق سرکاری پالیسی 'سٹریٹجک ابہام' کی پالیسی اس بارے میں غیر واضح ہے کہ کیا تائیوان پر حملے کی صورت میں امریکہ اس کا دفاع کرے گا یا نہیں۔ لیکن

[7]Tiwanese Perspective
https://www.taiwan.gov.tw/content_3.php
[8]Taiwan won't be forced to bow to China, president says
https://www.reuters.com/world/asia
[9]UN reiterates support for one-China principle https://news.cgtn.com/news/2022-08-03

حالیہ دنوں میں صدر جو بائیڈن نے کہا تھا کہ اگر چین نے حملہ کیا تو امریکہ تائیوان کا دفاع کرے گا-[10]

صدر بائیڈن کے اس بیان کو امریکہ کی طویل عرصے سے چلی آنے والی 'سٹریٹیجک ابہام' والی پالیسی سے فاصلہ اختیار کرنے کے طور پر دیکھا جا رہا ہے-

عالمی برادری کی اکثریت ممالک کی تعداد جو کہ 150 سے زائد ہیں "ون چائنہ پالیسی" کی حامی ہے اور ان کے تائیوان کے ساتھ کسی قسم کے سفارتی تعلقات قائم نہیں ہیں-ان میں روس، ایران، ترکی، سعودی عرب ،افغانستان، بنگلہ دیش، مالدیپ، میانمار، نیپال، پاکستان اور سری لنکا وغیرہ شامل ہیں- دوسری طرف ایک درجن کے قریب ممالک تائیوان کو بطور آزاد اور خود مختار ریاست تسلیم کرتے ہیں اور ان کے سفارتی تعلقات قائم ہیں- جن میں درج ذیل شامل ہیں:

Belize, Guatemala, Haiti, Holy See, Honduras, Marshall Islands, Nauru, Palau, Paraguay, St Lucia, St Kitts and Nevis, St Vincent and the Grenadines, Swaziland and Tuvalu".[11]

پاکستان کا اصولی مؤقف:

پاکستان اور چین کے مابین مثالی نوعیت کے دوطرفہ دوستانہ تعلقات ہیں- دونوں ممالک نے ہر مشکل وقت میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا ہے-

پاکستان نے چین کی نہ صرف "ون چائنہ پالیسی" کی حمایت میں اصولی مؤقف اختیار کیا ہے بلکہ ہر انٹرنیشنل پلیٹ فارم پر اس کی تائید کی ہے- چین نے ہمیشہ پاکستان کے اس غیر متزلزل مؤقف کو سراہا ہے- حالیہ کشیدگی کے دوران پاکستان نے طویل المدتی عزم کا اعادہ کیا ہے-

'Pakistan reaffirms its strong commitment to 'One-China' Policy and firmly supports China's sovereignty and territorial integrity".[12]

پاکستان کی وزارت خارجہ نے کہا کہ وہ 'ون چائنا' پالیسی پر قائم ہے اور وہ چین کی خود مختاری اور علاقائی سالمیت کی حمایت کرتا ہے- پاکستان اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان تعلقات باہمی احترام، اندرونی معاملات میں عدم مداخلت اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق مسائل کے پرامن حل پر مبنی ہیں-

چائنہ تائیوان تنازعہ کی موجودہ صورتحال:

ان سطور کو تحریر میں لاتے وقت امریکی ایوان نمائندگان کی اسپیکر کے دورہ تائیوان کے بعد کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے- میڈیا رپورٹس کے مطابق چین نے تائیوان کے گرد سب سے بڑی فوجی مشقوں کا آغاز کر دیا ہے- چین کی سرکاری ٹی وی 'سی سی ٹی وی' کے مطابق ان مشقوں کے لیے جزیرے کے گرد 6 سمندری راستوں کا انتخاب کیا گیا ہے- ان میں سے کچھ زونز تو تائیوان کے 20 کلومیٹر تک کے فاصلے پر ہیں-[13]

دوسری طرف تائیوانی وزارتِ دفاع نے دعویٰ کیا ہے کہ متعدد چینی بحری جہازوں اور میزائلوں سے لیس جنگی جہازوں نے ایک مرتبہ پھر "میڈیئن لائن" (وہ لائن جو چائنہ اور تائیوان کو تقسیم کرتی ہے) عبور کی- اس کے علاوہ تائیوان کی فوج نے بھی جزیرے کے دفاع کیلئے لائیو فائر آرٹلری مشقیں کی ہیں- ایک گھنٹہ طویل تائیوان کی مشقیں ختم ہونے کے فوراً بعد، چین کی ایسٹرن تھیٹر کمانڈ نے اعلان

[10]Biden says US would defend Taiwan if attacked by China https://www.aljazeera.com/news/2022/5/23
Taiwan Relations Act,https://www.washingtonpost.com/politics/2022/08/06
[11]Friends of Tiwan https://www.bloomberg.com/news/articles/2021-12-10/
[12]Pakistan reaffirms 'One-China' policy
https://mofa.gov.pk/pakistan-reaffirms-one-china-policy/#:~:text=Pakistan
[13]China says military drills in six zones surrounding Taiwan underway https://mybs.in/2axl2JG

کیا کہ وہ تائیوان کے ارد گرد سمندروں اور فضائی حدود میں اپنی مشقیں جاری رکھے ہوئے ہے- فوجی مشقوں کے علاوہ چین نے موسمیاتی تبدیلی، ملٹری سطح کے مذاکرات اور بین الاقوامی جرائم سے نمٹنے کی کوششوں سمیت کئی اہم شعبوں میں امریکہ کے ساتھ اپنا تعاون روکنے کا اعلان کیا ہے-[14]

مستقبل کے ممکنات:

بظاہراً چین اور تائیوان کا تنازعہ صرف دو پارٹیوں کا ہے لیکن عالمی سطح پر کئی ممالک اس تنازعہ سے براہِ راست وابستہ ہیں- خصوصاً حالیہ کشیدگی کے باعث تائیوان ایک بار پھر امریکا اور چینی قیادت کے درمیان ایک فلیش پوائنٹ کے طور پر ثابت ہو رہا ہے جہاں چین کی طرف سے تائیوان کو حملے کا خطرہ لاحق ہے- امریکہ کی ایوان نمائندگان کی صدر نینسی پیلوسی کا دورہ ”تائیوان کی متحرک جمہوریت کی حمایت کے لیے امریکہ کی غیر متزلزل وابستگی“ کو ظاہر کرنا تھا-[15] جس سے واضح معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ، تائیوان کے معاملے پر چائنہ کے لئے لانگ ٹرم پالیسی اختیار نہیں کرے گا بلکہ تائیوان کے لئے اپنی حمایت جاری رکھے گا- دوسری طرف چینی قیادت بار بار تنبیہ کر رہی ہے کہ اگر اسے تائیوان کے معاملے پر عسکری طاقت کا استعمال کرنا پڑا تو وہ دریغ نہیں کریں گے- حالیہ فوجی مشقیں اس بات کی طرف نشاندھی کرتی ہیں- اگر چین کی حکمت عملی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تائیوان پر پریشر بر قرار رکھنے کیلئے چین صرف جارحانہ بیانات اور فوجی مشقیں جاری رکھے گا- چین بہت بڑے فوجی تصادم سے گریز کرے گا- یہ بات بھی قابل غور ہے تائیوان نے آج تک چین سے مکمل طور پر آزاد ہونے کا باقاعدہ اعلان نہیں کیا ہے- اگر تائیوان ایسا قدم اٹھاتا ہے تو چین براہ راست فوجی تصادم کی طرف جا سکتا ہے- چین کی پیپلز لبریشن آرمی اگر تائیوان پر حملہ کرتی ہے تو ہونے والی لڑائی یک طرفہ ہو گی کیونکہ یہ ایک ایسا تصادم ہو گا جس میں ایک فریق (چین) فوجی صلاحیت کے لحاظ سے دوسرے فریق (تائیوان) سے بہت زیادہ مضبوط ہو گا- چین کا دفاعی بجٹ تائیوان کے مقابلے میں 13 گنا زیادہ ہے اور اس کے علاوہ چینی فوج کا سائز، فوجی ساز و سامان اور ہتھیاروں میں بھی تائیوان سے کئی گنا بڑا ہے- اگر ہم روس اور یوکرین جنگ کا موازنہ اس تنازعہ سے کریں تو واضح ہوتا ہے کہ یوکرین کے مقابلے میں روس کی طاقت زیادہ ہونے کے باوجود مکمل طور پر روس غلبہ حاصل کرنے میں ناکام ہے کیونکہ کامیابی کا دار و مدار عسکری طاقت نہیں بلکہ عوامی اور بین الاقوامی حمایت ہونا ضروری ہے- چین اگر مستقبل میں تائیوان کو حاصل کرنے کے لیے عسکری طاقت کا استعمال کرتا ہے تو چین کو نہ صرف تائیوان کی عوام کو پبلک سپورٹ حاصل کرنا مشکل ہو گا بلکہ عالمی پابندیوں کا سامنا بھی کرنا پڑ سکتا ہے-

اختتامیہ:

جنگ، مسائل کا حل نہیں بلکہ مسائل میں اضافہ کرتی ہے اور شدید تباہی لاتی ہے- چین تائیوان تنازعہ کا پر امن حل ہی کشیدگی سے بچنے کا واحد حل ہے- تائیوان چونکہ دو عالمی طاقتوں کے درمیان طاقت کے حصول کا ایک عنصر بن چکا ہے اس لئے اگر یہ تنازعہ شدت اختیار کرتا ہے تو اس کے دیرپا منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں جس سے نہ صرف معاشی اور تجارتی سرگرمیوں کو نقصان پہنچے گا بلکہ کرونا وباء سے سنبھلنے والی عالمی معیشت کو بھی دھچکا لگے جس کے نتیجے میں کرۂ ارض پر بسنے والے ایک عام فرد کی زندگی شدید متاثر ہو گی جیسا کہ روس-یوکرین جنگ کی صورت میں ہو رہا ہے-

☆☆☆

[14]China ends cooperation with U.S. on climate change and anti-drug efforts
https://www.japantimes.co.jp/news/2022/08/05/world/china-scraps-cooperation-us-گ/
[15]https://www.bbc.com/urdu/world-62430203?at_medium

لَعۡنَةُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ

مفتی محمد اسماعیل خان نیازی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَنۡ یَّلۡعَنِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ نَصِیۡرًا"[1]

"اور جسے خدا لعنت کرے تو ہرگز اس کا کوئی یار نہ پائے گا"۔

لعنت کرنا، شرمندہ کرنا، گالی دینا، نیکی سے دور کرنا اور دھتکارنے"[2] کے معانی میں آتا ہے۔

امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ لعنت کی اصل یہ ہے:

"اَلطَّرۡدُ وَالۡاِبۡعَادُ"[3]

"(اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) دور ہونا اور دھتکارنا ہے"۔

البتہ یہ واضح رہے کہ قرآن و حدیث میں جس لعنت کا ذکر ہے وہ مسلمان اور کافر کے حق میں یکساں نہیں، بلکہ دونوں میں فرق ہے۔

مسلمان کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے محروم ہوگا جو رحمت اللہ تعالیٰ کے نیک اور فرمانبردار بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ نیز جنت میں فی الفور دخول سے محروم ہوگا اگرچہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر ایمان کی وجہ سے کسی نہ کسی وقت جنت میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آجائے گا۔

جبکہ کافر کے حق میں لعنت سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت سے ہمیشہ کے لئے دور اور محروم ہو جائے گا۔

بہر حال لعنت کا مستحق جو بھی ٹھہرے وہ کوئی نیک نامی کا باعث نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایسی چیز ہے جس کو نظر انداز کیا جائے۔ قرآن کریم و احادیث مبارکہ میں اللہ عزوجل اور سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایسے اعمال کی نشاندہی فرمائی ہے جو نہ صرف ناپسندیدہ ہیں بلکہ اللہ عزوجل اور سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ان پر اظہارِ ناراضگی اور لعنت فرمائی ہے۔ اسی کے متعلق یہاں روایات مبارکہ لکھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تاکہ ایسے کاموں سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے۔

قرآن مجید میں لعنت کیے گئے افراد کا تذکرہ:

انبیا کرام کو ناحق قتل کرنے والوں پر لعنت:

"اور (انبیا کو ناحق قتل کرنے والے گروہ کے لوگ) بولے ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ عزوجل نے ان پر لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو ان میں تھوڑے ایمان لاتے ہیں"۔[4]

آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پہچان نہ کرنے والوں پہ لعنت:

"اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے۔ اور اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو بیٹھے، تو اللہ کی لعنت منکروں پر"[5]

حقیقت کو چھپانے والوں پر لعنت:

فَنَجۡعَل لَّعۡنَتَ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ

تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں

(آل عمران: 61)

---

[1] النساء:52

[2] المنجد

[3] الشافعی رحمہ اللہ، محمد بن إدریس رحمہ اللہ، (المتوفی:204ھ)، تفسیر الإمام الشافعي، الطبعة الأولى:1427،، ج،03، ص:1134

[4] البقرة:88

[5] البقرة:89

"بے شک وہ جو ہماری اتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے، ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی"۔[6]

کفار پر لعنت:

"بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا اور کافر ہی مرے ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی"۔[7]

جھوٹوں پر لعنت:

"پھر اے محبوب مکرم (ﷺ) جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مُباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں"۔[8]

حق کی پہچان کے بعد منکرین ومرتدین پر لعنت:

"کیونکہ اللہ عزوجل ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ عزوجل ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا- ان کا بدلہ یہ ہے کہ ان پر لعنت ہے اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی سب کی"۔[9]

حضور نبی رحمت (ﷺ) کی بات کو ترجیح نہ دینے والوں اور بے ادبی کے مرتکب افراد پہ لعنت:

"کچھ یہودی کلاموں (ارشاداتِ خداوندی) کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لیے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے سنا اور مانا اور حضور (ﷺ) ہماری بات سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لیے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن اُن پر تو اللہ عزوجل نے لعنت فرمائی اُن کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا"۔[10]

قتل ناحق پر لعنت:

"اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب"۔[11]

اللہ عزوجل سے کئے گئے وعدوں کی پاسداری نہ کرنے والوں پہ لعنت:

"تو اُن کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور اُن کے دل سخت کر دیئے اللہ کی باتوں کو ان کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں اور بھلا بیٹھے بڑا حصہ اُن نصیحتوں کا جو انہیں دی گئیں اور تم ہمیشہ ان کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو انہیں معاف کردو اور اُن سے درگزرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں"۔[12]

اللہ عزوجل کی شانِ اقدس میں نازیبا کلمات کہنے والوں پہ لعنت:

"اور یہودی بولے اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے اِنہیں کے ہاتھ باندھے جائیں اور ان پر اس کہنے سے لعنت ہے بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے"۔[13]

منافقین پر لعنت:

"اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو جہنم کی آگ کا وعدہ دیا ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے وہ انہیں بس (کافی) ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہے اور ان کے لیے قائم رہنے والا عذاب ہے"۔[14]

ظالموں پہ اللہ عزوجل کی لعنت:

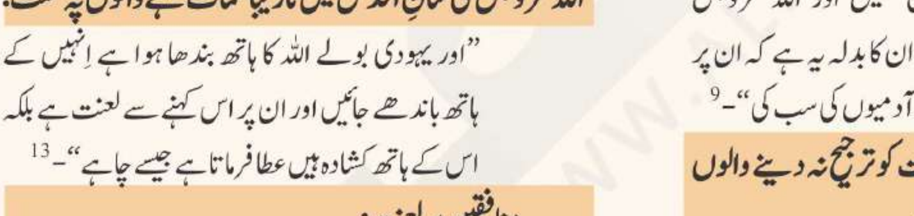

[6] البقرۃ:159
[7] البقرۃ:161
[8] آل عمران:61
[9] آل عمران:86-87
[10] النساء:46
[11] النساء:93
[12] المائدہ:13
[13] المائدۃ:64
[14] التوبۃ:68

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے وہ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا ارے ظالموں پر خدا کی لعنت"۔[15]

کسی سرکش اور ہٹ دھرم کی پیروی کرنے والے پر لعنت:

"اور یہ عاد ہیں کہ اپنے رب کی آیتوں سے منکر ہوئے اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور ہر بڑے سرکش ہٹ دھرم کے کہنے پر چلے- اور ان کے پیچھے لگی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن"۔[16]

فسادیوں پر اللہ عزوجل کی لعنت:

"اور وہ جو اللہ عزوجل کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ برا گھر"۔[17]

عورتوں پہ تہمت لگانے والوں پر اللہ عزوجل کی لعنت:

"یاد رکھو! جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی مسلمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں، ان پر دنیا اور آخرت میں پھٹکار پڑ چکی ہے، اور ان کو اس دن زبردست عذاب ہو گا"۔[18]

اللہ عزوجل اور اس کے رسول مکرم (ﷺ) کو ایذاء دینے والوں پر لعنت:

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول مکرم (ﷺ) کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ عزوجل نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔[19]

قطع رحمی کرنے والوں پہ اللہ عزوجل کی لعنت:

"تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو- یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں"۔[20]

نوٹ: علماء کرام نے آخری دو مذکورہ آیات مبارکہ سے یزید پر لعنت کے وجوب کو ثابت کیا ہے کیونکہ اس نے خانوادۂ رسول (ﷺ) کی بے حرمتی کر کے نہ صرف سیدی رسول اللہ (ﷺ) کو ایذاء دی بلکہ زمین میں فتنہ وفساد بھی پھیلایا-

احادیث مبارکہ کی روشنی میں لعنت کیئے گئے افراد کا تذکرہ:

سود کھانے اور کھلانے والے پہ لعنت:

"حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے، اور آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں"۔[21]

شراب پینے، پلانے اور خرید وفروخت کرنے والے پہ لعنت:

"حضرت عبد اللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور شراب بنانے والے اور بنوانے والے پر اور جو شراب کو کسی کے پاس لے جائے اس پر اور جس کے پاس لے جائے ان سب پر لعنت فرمائی ہے"۔[22]

مرد وعورت کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے پر لعنت:

"حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے لعنت فرمائی ہے ان

[15] ہود:18
[16] ہود:59-60
[17] الرعد:25
[18] النور:23
[19] الاحزاب:57
[20] محمد:22-23

[21] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم (بیروت، دار إحیاء التراث العربي) کِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ ج،03، ص:1219-

[22] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، (بیروت: المكتبة العصرية، صیدا) کِتَابُ الْأَشْرِبَةِ، بَابُ الْعِنَبِ يُعْصَرُ لِلْخَمْرِ، ج،03، ص:326، رقم الحديث:3674-

مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں“۔[23]

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بُرا بھلا کہنے والوں پر اللہ عزوجل کی لعنت:

”حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں تو تم کہو کہ تمہارے شر اور برائی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو“۔[24]

رشوت لینے، دینے اور رشوت کے لین دین کا واسطہ بننے والے پہ لعنت:

”حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے رشوت دینے اور لینے والے پر اور ان کے درمیان واسطہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے“۔[25]

مومن کو تکلیف پہنچانے یا دھوکہ دینے والے پر لعنت:

”حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی پر لعنت ہے جو کسی مؤمن کو تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکہ کرے“۔[26]

والدین کو گالی دینے، غیر اللہ کے نام پہ ذبح کرنے، زمین کی حدود تبدیل کرنے، نابینا کو راستہ سے بھٹکانے، جانور کے ساتھ بد فعلی کرنے اور مردوں کے ساتھ بد فعلی (لواطت) کرنے والوں پہ اللہ عزوجل کی پھٹکار اور لعنت:

”حضرت عبد اللہ بن عباس (ﷺ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو بُرا بھلا کہے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو گالی دے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی حدود بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو اندھے کو راستے سے بھٹکادے، وہ شخص ملعون ہے جو جانور کے ساتھ جماع کرے، وہ شخص ملعون ہے جو قوم لوط والا عمل کرے، قوم لوط والی بات کو سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا“۔[27]

ایک اور روایت حضرت عبد اللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے، اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جو قوم لوط والا عمل کرے“۔[28]

بیوی کے پچھلے مقام میں ہمبستری کرنے والے پر لعنت:

”حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: اس شخص پر لعنت ہے جو بیوی سے پائخانہ کے مقام میں ہمبستری کرے“۔[29]

بلاعذر شوہر کو صحبت سے انکار کرنے والی پر لعنت:

”حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جب مرد اپنی بیوی

---

[23] البخاری، محمدبن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایڈیشن اولی، (دار:طوق النجاۃ-1422ھ) کِتَاب اللِّبَاسِ ، بَابٌ: المُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ، ج07، ص:159، رقم الحدیث:5885

[24] الترمذی، محمدبن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي –مصر(1395ه)، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم، ج،05، ص:697۔ رقم الحدیث:3866۔

[25] احمدبن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (بیروت، مؤسسة الرسالة، 1421ه)، تتمة مسند الأنصار رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم، باب: وَمِنْ حَدِيثِ ثَوْبَانَ، رقم الحديث:22399، ج:37، ص:85

[26] الترمذی، محمدبن عیسی رحمۃ اللہ علیہ سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شرکة مکتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي –مصر(1395ه)، بَابُ مَا جَاءَ فِي الخِيَانَةِ وَالغِشِّ، ج،04، ص:332۔ رقم الحدیث:1941

[27] احمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (بیروت، مؤسسة الرسالة، 1421ه)، وَمِنْ مُسْنَدِ بَنِي هَاشِمٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُم، باب: مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ المُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، رقم الحديث:2914، ج:05، ص:83۔

[28] النسائی، احمد بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 303هـ)، السنن الکبری، (بیروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ه)، كِتَابُ الرَّجْمِ، باب، مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ، ج،06، ص:485، رقم الحدیث:7297۔

[29] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، (بیروت: المكتبة العصرية، صيدا) كِتَاب النِّكَاحِ، بَابٌ فِي جَامِعِ النِّكَاحِ، ج،02، ص:249، رقم الحدیث:2162۔

کو ہم بستری کی طرف بلائے اور بیوی (بلا کسی عذر کے) انکار کرے، جس کی وجہ سے شوہر غصہ ہو کر رات گزارے تو ایسی عورت پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے ہیں"۔[30]

حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف (ولدیت کی) نسبت کرنے والے پر لعنت:

"حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا یا جس غلام اور باندی نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، اس پر قیامت تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"۔[31]

لوگوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امام بننے ،بیوی کا خاوند کو ناراض کرنے اوراذان کی آواز سن کر جواب نہ دینے والے پر لعنت:

"حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تین آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے: ایک وہ شخص جس کو لوگ (کسی معتبر وجہ سے) ناپسند کرتے ہوں اور وہ ان کی امامت کرائے- (دوسرا) وہ عورت جو اس حال میں رات گزارے کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو- (تیسرا) وہ آدمی جو "حَیَّ عَلَی الفَلَاح" کی آواز سنے اور جواب نہ دے"۔[32]

مختصر وضاحت: امام سے متعلق مذکورہ حدیث کا حکم اس وقت ہے جب لوگ کسی دینی وجہ سے مثلاً: اس کی جہالت یا فسق کی وجہ سے ناپسند کرتے ہوں لیکن اگر ان کی ناپسندیدگی کسی دنیوی عداوت اور دشمنی کی وجہ سے ہو تو یہ حکم نہیں- اذان کا جواب دو طرح کا ہوتا ہے: ایک تو یہ کہ اذان کی آواز سن کر مسجد کی طرف چل دیا جائے، اسے اجابت بالقدم کہتے ہیں اور یہ واجب ہے- دوسرے یہ کہ زبان سے مؤذن کی طرح الفاظ کہے جائیں، اسے اجابت باللسان کہتے ہیں مذکورہ حدیث کا تعلق اجابت بالقدم سے ہے-

بد نظری کرنے اور کروانے والے پر لعنت:

"حضرت عمرو (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (غیر محرم کی طرف) دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے (یعنی خواہ مخواہ بد نظری کا سبب بنے)"۔[33]

نوحہ کرنے اور سُننے والی پر لعنت:

"حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"۔[34]

گریبان چاک کرنے اور واویلا کرتے ہوئے موت مانگنے والی عورت پر لعنت:

"حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے چہرہ نوچنے والی، اپنا گریبان چاک کرنے والی، واویلا اور موت مانگنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"۔[35]

مختصر وضاحت: یہ یاد رہے مطلق رونے اور آنسو بہانے میں کوئی حرج نہیں- جیسا کہ ایک حدیث مبارک کا مفہوم ہے کہ اپنے لختِ جگر و شہزادے سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کی وفات پر جب سیدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی چشمان مبارک سے موتیوں کی صورت میں آنسو رواں ہوئے تو صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے استفسار پر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"یہ وہ رحمت ہے جو اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے"-

---

[30] صحیح البخاری، ج04، ص:116، رقم الحدیث:3237

[31] سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْأَدَبِ، ج،04، ص:330، رقم الحدیث:5115

[32] سُنن الترمذی، أَبْوَابُ الصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ، ج،2، ص:191، رقم الحدیث:358۔

[33] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث ﷫ (المتوفى: 275ھ)، المراسیل، (بیروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ)، كِتَابُ الطَّهَارَةِ، ج:01، ص:329، رقم الحدیث:473

[34] سنن ابی داؤد، كِتَابُ الْأَدَبِ، ج،03، ص:193، رقم الحدیث:3128

[35] ابن ماجة، محمد بن یزید، سنن ابن ماجه، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، ج:01، ص:505۔ رقم الحدیث:1585

یعنی محض آنسو بہانے میں کوئی حرج نہیں- گناہ تب ہے جب انسان صبر و شکر کا دامن چھوڑ کر معاذاللہ شکوہ و شکایت پر اتر آئے اس سے تقدیر کا لکھا تو واپس نہیں آتا بلکہ انسان اجر سے محروم ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کی لعنت کا بھی مستحق ٹھہرتا ہے-

راستہ یا سایہ دار جگہ میں پیشاب و پاخانہ پھیلانے والے پر لعنت:

”حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: لعنت کرنے والوں سے بچو! صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! لعنت کرنے والے کون ہیں؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں کے راستے یا ان کے سائے کی جگہ قضائے حاجت کرئے (یعنی یہ فعل لعنت کا سبب بنتے ہیں)-[36]

”اسی طرح حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جس نے مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے پر پاخانہ پھیلایا اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو“-[37]

بغیر علم کے فتوٰی دینے والوں پر لعنت:

”حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا جس نے بغیر علم کے فتوٰی دیا، اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں“-[38]

باہم ایک دوسرے یا کسی اور مخلوق کو لعن طعن کرنا:

سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ”مؤمن لعنت کرنے والا، فحش گو اور بے حیا نہیں ہوتا“-[39]

سیدی رسول اللہ (ﷺ) کی ذات مبارک میں ایسے اعمال کا شائبہ تک نہ تھا جیسا کہ سیدنا انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ:

”سیدی رسول اللہ (ﷺ) فحش گوئی، لعنت اور گالی گلوچ کرنے والے نہ تھے اور جب کبھی ناراض ہوتے تو صرف اس قدر فرماتے کہ اس کو کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو“-[40]

معزز و مکرم قارئین! آج ہمارے معاشرے میں اللہ عزوجل کی کسی بھی مخلوق پہ لعن طعن ایک معمول بن چکا ہے- لوگ بلا جھجھک ایک دوسرے پر لعنت کرتے رہتے ہیں- بدقسمتی سے بعض اوقات اس کو عیب تصور نہیں کیا جاتا اور انہیں یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ کس قدر قبیح (بُرے) فعل کا اِرتکاب کر رہے ہیں- حالانکہ لعنت کرنا بہت سخت چیز ہے چاہے وہ کسی چیز مثلاً: ہوا، سواری کے جانور وغیرہ پر یا کسی معین شخص پر ہو- سوائے ان کفار کے جن کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہو، جیسے ابو لہب، ابو جہل وغیرہ- تاہم غیر معین کفار اور گنہگاروں پر لعنت کی جا سکتی ہے- جیسے اس طرح کہنا کہ کافروں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت- جیسا کہ روایات مبارکہ میں ہے:

حضرت ابوقلابۃ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”جس نے کسی مؤمن کو لعنت کی تو گویا اس نے اس کو قتل کیا (یعنی اس کو اس کے قتل کرنے جتنا گناہ ملے گا)“-[41]

حضرت سَمُرَہ بن جندب (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”اللہ عزوجل کی لعنت کے ساتھ لعنت نہ کرو اور نہ اللہ عزوجل کی غضب اور نہ دوزخ سے اور نہ آگ سے“-[42]

---

[36] صحیح مسلم، كِتَابِ الطَّهَارَةِ، ج،01، ص:226

[37] حاکم، محمد بن عبداللہ ﷫، المستدرک علی الصحیحین (بیروت، دار الکتب العلمیة 1411ھ)، باب، وَأَمَّا حَدِيثُ عَائِشَةَ رضی اللہ تعالی عنها، ج:01، ص:296، رقم الحدیث:665

[38] المناوی، محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي ﷫، فيض القدير شرح الجامع الصغير (المكتبة التجارية الكبرى – مصر، الطبعة: الأولى، 1356)، باب، حرف الميم، ج،06، ص:77، رقم الحديث:8491

[39] الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ، ج،04، ص:350، رقم الحدیث:1977

[40] صحیح البخاری، کتاب الادب، ج،08، ص:15، رقم الحدیث:6046

[41] صحیح البخاری، ج08، ص:15، رقم الحدیث:6047

[42] ابوداؤد، سلیمان بن الأشعث، سنن أبي داود، (بیروت: المکتبة العصرية، صيدا) بَابٌ فِي اللَّعْنِ، ج،4، ص:277، رقم الحدیث:4906-

یعنی یہ نہ کہے کہ تم پر اللہ کی لعنت ہو، تجھ پر اللہ عزوجل کا غضب ہو یعنی کسی کے لیے دوزخ کی دعا نہ کرو-

یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے اس حال میں وہ چیز یا شخص لعنت کا مستحق نہیں ہوتا تو وہ لعنت اس لعنت کرنے والے پر لوٹ آتی ہے- جیسا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ایک روایت ہے کہ:

"حضور نبی کریم (ﷺ) کے دور مبارک میں ایک شخص کی چادر ہوا نے اڑادی اس نے ہوا پر لعنت کی تو حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ہوا کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ تو (اللہ پاک کے) حکم کی پابند ہے، جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی"-[43]

اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم (ﷺ) کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا:

"جب کوئی بندہ کسی شئے پر لعنت کرتا ہے تو وہ آسمان کی طرف چلی جاتی ہے آسمان کے دروازے اس کے لیے بند کر دیے جاتے ہیں- پھر وہ زمین کی طرف لوٹ آتی ہے، زمین کے دروازے بھی بند کردیے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں گردش کرتی ہے-جب کوئی گنجائش نہیں پاتی تو وہ اس کی طرف لوٹتی ہے جس پر وہ کی گئی تھی-اگر وہ مستحق تھا تو درست ورنہ لوٹ کر کہنے والے کی طرف آجاتی ہے"-[44]

جن لوگوں کی عادت میں شامل ہے کہ وہ گھر میں لعن طعن کرتے ہیں بلکہ ان کی اولادیں، رشتہ دار اور دیگر جانور وغیرہ بھی اس کی شر سے محفوظ نہیں رہتے ،انہیں اس حدیث مبارک سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ "صحیح مسلم" میں حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

"(دورانِ سفر) ایک شخص نے سواری کے جانور (اونٹ) پر لعنت کی تو سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اس سے اتر جاؤ، ہمارے ساتھ میں ملعون چیز کو لے کر نہ چلو، (پھر آپ (ﷺ) نے نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا) تم اپنے آپ کو بد دعا نہ دو، نہ اپنی اولاد کو بد دعا دو اور نہ اپنے اموال کو بد دعا دو، تم اللہ عزوجل سے ایسی ساعت میں موافقت نہ کرو کہ جس میں اس سے عطا کا سوال کیا جاتا ہے اور تمہارے لیے وہ اسے قبول فرما لیتا ہے (یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بد دعا اس ساعت میں ہو جس میں جو دعا خدا اسے کی جائے، قبول ہوتی ہو)"-[45]

خلاصہ کلام:

اس مکمل تحریر کے صرف دو ہی مقاصد ہیں ایک یہ کہ اپنی زندگی کا بنظر عمیق جائزہ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ خدانخواستہ ہماری زندگی میں دانستہ یانادانستہ (بھول کر یا جان بوجھ کر) ایسے اعمال تو داخل نہیں جس کی وجہ سے ہم رحمت الٰہی سے دور ہو رہے ہیں- کیونکہ اللہ عزوجل اور اس کے حبیب مکرم (ﷺ) کی لعنت کا ایک مطلب اللہ عزوجل کی رحمت سے دُوری ہے اور بندہ مؤمن کیلیے دونوں جہان میں اللہ عزوجل کی رحمت کا ہی سہارا ہے ، جس کے چھن جانے کے بعد کیا رہ جاتا ہے ؟؟؟

دوسرا مقصد یہ ہے اکثر اوقات محافل بالخصوص گھروں میں ایک دوسرے پر لعن طعن روز مرہ کے معمول کے طور پر کی جاتی ہے، جس کو بُرا ہی نہیں سمجھا جاتا، ہمیں چاہیے ہم ایسے طور اطوار کو اپنے گھروں اور اپنے گردونواح میں پروان چڑھنے نہ دیں کیونکہ آج کی بے سکون زندگی میں ہماری بداعمالیوں کا بڑا دَخل ہے- جیسا کہ کہ مذکورہ جرائم کا مُرتکِب ہونا رحمتِ الٰہی سے دور ہونے کا ایک سبب ہے یا دوسروں پر لَعن طَعن کر کے لڑائی جھگڑے کے ذریعے نفرتوں کے بیج بونا باہمی امن کے تباہ ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے- لہٰذا غضبِ الٰہی سے بچنے، رَحمتِ خداوندی پانے، گھریلو اور معاشرتی امن و امان حاصل کرنے کے لئے ہمیں دینِ اسلام میں بیان کئے گئے لعنت کا مستحق بنانے والے اعمال سے بچنا ہو گا-

اللہ عزوجل ہم سب مسلمانوں کو لعنت والے کاموں، لعنت کے اسباب اور باہم لعن طعن کرنے سے اجتناب کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے- آمین!

☆☆☆

[43] سنن أبي داود، ج،4، ص:277، رقم الحديث:4908-

[44] سنن أبي داود، ج،4، ص:277، رقم الحديث:4905-

[45] صحيح مسلم، بَابُ حَدِيثِ جَابِرٍ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ، ج،04، ص:2304

تذکرۂ
حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

تعارف:

آپ کا نام سفیان، کنیت ابو عبد اللہ اور نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے -سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبد اللہ بن موہبۃ بن ابی بن عبد اللہ بن منقذ بن نصر بن حارث بن ثعلبہ بن عامر بن ملکان بن ثور بن عبد مناۃ-

آپ سن 97ھ میں سلیمان بن عبد الملک کی خلافت کے زمانے میں کوفہ میں پیدا ہُوئے-[1]

اُن کو ثور بن عبد مناۃ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے الثوری کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کوفہ میں پیدا ہوئے اور یہیں انہوں نے نشوونما پائی تو اس لحاظ سے اُن کو الکوفی بھی کہا جاتا ہے-

انہوں نے اپنی تعلیم کا آغاز اپنے والد محترم سعید بن مسروق سے کیا آپ کے والد امام شعبی اور خیثمہ بن عبد الرحمٰن کے اصحاب میں سے تھے اور اُن کا شمار کوفہ کے ثقات محدثین میں ہوتا تھا-[2]

اساتذہ:

آپ نے اپنے والد کے علاوہ بھی بہت سارے آئمہ فن اور محدثین سے اکتساب علم کیا اُن میں سے چند درج ذیل ہیں:

”ابو اسحاق السبیعی، عمر بن مرۃ، منصور بن معتمر، سلمہ بن کہیل، حبیب بن ابی ثابت، عبد الملک بن عمیر، ابو حصین، الاعمش اسماعیل ابی خالد، حصین بن عبد الرحمٰن، ایوب السختیانی یونس بن عبید، سلیمان التیمی، عمر بن دینار، عبد اللہ بن دینار ابو الزناد، العلاء بن عبد الرحمٰن، سہیل بن ابی صالح“ (رحمۃ اللہ علیہم)-[3]

تلامذہ:

آپ سے شرف تلمذ پانے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

محمد بن عجلان، معمر بن راشد، امام اوزاعی، ابن جریج، محمد بن اسحاق، امام مالک، امام شعبہ، ابن عیینہ، زھیر بن معاویہ، ابراھیم بن سعد، سلیمان بن بلال، ابو الاحوص سلام بن سلیم، حماد بن سلمہ، عبثر بن القاسم، فضیل بن عیاض، زائدہ بن قدامہ یحی بن سعید القطان، عبد الرحمٰن بن مہدی، امام وکیع، عبد اللہ بن مبارک، عبید اللہ اشجعی، محمد بن یوسف الفریابی ابو نعیم اور قبیصہ بن عقبہ (رحمۃ اللہ علیہم)-[4]

حدیث میں علمی مقام و مرتبہ اور آئمہ فن کی توثیقات و آراء:

امام سفیان ثوری اپنے عہد کی ایک مایہ ناز علمی شخصیت تھے -اللہ تعالیٰ نے انہیں علم کی دولت سے خوب مالامال کیا تھا- آپ علمی میدان کے شاہکار اور علماء و آئمہ کے سر خیل تھے وہ علوم دینیہ میں نہ صرف نمایاں مقام رکھتے تھے بلکہ اُن کی معراج کو پہنچے ہُوئے تھے- آپ ایک ہمہ جہت شخصیت ہونے کی وجہ سے وہ ایک عظیم صوفی، مفسر، محدث، فقیہ اور

---

[1] (طبقات الکبری، ج:6، ص:350)

[2] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:230)

[3] (تاریخ بغداد، ج:10، ص:219)

[4] (ایضاً)

مصنف تھے- اس لیے تمام علماء وآئمہ فن اور اصحاب سیر آپ کی علمی امامت وثقاہت پر متفق ہیں اور انہوں نے مختلف انداز میں اُن کے علمی کمال اور شان کو بیان کیا ہے-

امام شعبہ فرماتے ہیں:

"سفیان امیر المؤمنین فی الحدیث"[5]

امام سفیان ثوری امیر المؤمنین فی الحدیث تھے-

علامہ ابن خلکان اُن کے علمی کمال کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"کان اماما فی علم الحدیث و غیرہ من العلوم و اجمع الناس علی دینه وثقته و هو احد الائمة المجتهدین"[6]

وہ علمِ حدیث اور دیگر علوم دینیہ کے امام تھے اور علماء کا اُن کی دیانت و ثقاہت پر اجماع ہے وہ آئمہ مجتہدین میں سے ایک تھے"-

یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ:

"ما رایت کوفیا افضل من سفیان"

"میں نے امام سفیان سے افضل کوئی کوفی نہیں دیکھا"-[7]

امام صاحب علم کے بحرِ بے کنار تھے- اس لیے بشر بن حارث فرماتے ہیں:

"کان سفیان الثوری کان العلم بین عینیه یاخذ منه ما یرید و یدع منه ما یرید"[8]

"امام ثوری اس شان کے مالک تھے کہ گویا علم اُن کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا اور جس کو لینے کا ارادہ کرتے تھے اُس کو لے لیتے اور جس کو چھوڑنا چاہتے اُس کو چھوڑ دیتے تھے"-

امام وکیع بن جراح فرماتے ہیں:

"و کان سفیان بحرا"[9]

"وہ علم کے سمندر تھے"-

یہ آپ کا علمی کمال ہی تھا کہ آئمہ فن نہ صرف علمی میدان میں اُن کو بے مثال قرار دیتے تھے بلکہ بڑے بڑے نامور علماء وفقہاء کی آراء کے مقابلے میں اُن کی رائے کو فوقیت دیتے تھے-

جیسا کہ علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ:

"میں نے یحیی بن سعید سے سوال کیا آپ امام مالک اور امام سفیان ثوری کی آراء میں سے کس کو زیادہ پسند کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں امام سفیان ثوری کی رائے کو زیادہ پسند اور فوقیت دیتاہوں پھر یحیی بن سعید نے مزید کہا کہ سفیان ثوری امام مالک سے ہر معاملے میں فائق ہیں"-[10]

ابو اسامہ آپ کے بے مثال ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"من اخبرك انه رای مثل سفیان فلا تصدقه"

"جو کوئی تجھے اس بات کی خبر دے کہ اُس نے امام سفیان ثوری جیسا دیکھا ہے تو اُس کی بات کی تصدیق نہ کر"-[11]

علامہ ورقاء فرماتے ہیں:

"لم یری الثوری مثل نفسه"[12]

"امام ثوری نے اپنا جیسا نہیں دیکھا"-

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ مجھے امام ابن عیینہ نے کہا:

"لن تری بعینك مثل سفیان الثوری"[13]

"تیری آنکھیں سفیان ثوری جیسا ہر گز نہیں دیکھیں گی"-

جس انداز میں طبقاتِ صوفیہ میں سے بشر حافی نے اُن کی علمی وجاہت کو بیان کیا ہے تو اس سے اُن کا علمی مقام نکھر کر سامنے آجاتا ہے- آپؒ فرماتے ہیں:

[5] (الجرح والتعدیل، ج:1، ص:118)
[6] (وفیات الاعیان، ج:2، ص:386)
[7] (ایضاً)
[8] (ایضاً، ص:387)
[9] (تذکرۃ الحفاظ، ج:1، ص:152)
[10] (طبقات الفقہاء، ج:1، ص:85)
[11] (تذکرۃ الحفاظ، ج:1، ص:152)
[12] (ایضاً)
[13] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:240)

"كان الثوری عندنا امام الناس وسفیان فی زمانه کابی بکر و عمر فی زمانهما"

"امام ثوری ہمارے نزدیک لوگوں کے امام تھے اور وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر (رضی اللہ عنہما) اپنے زمانے میں تھے"۔[14]

امام عبد اللہ بن مبارک آپ کی علمی توثیق کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"لانعلم علی وجه الارض اعلم من سفیان"

"ہم زمین پر سفیان سے زیادہ عالم نہیں جانتے"۔[15]

امام ثوری کا حفظ وضبط

حفظ و ضبط ایک نامور اور عظیم محدث کا لازمی جز ہوتا ہے یہ ایک ایسا وصف ہے کہ جس کی وجہ سے علم کے میدان میں ایک نمایاں اور امتیازی حیثیت حاصل ہوتی ہے تو امام صاحب بھی اس اہم وصف کے ساتھ نہ صرف متصف تھے بلکہ ایک نمایاں مقام رکھتے تھے،یہی وجہ ہے کہ تذکرہ نگاروں نے جہاں اُن کی امامت و ثقاہت کا تذکرہ کیا ہے وہیں اُن کے حفظ وضبط کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

علامہ ابن مہدی فرماتے ہیں:

"ما رایت احفظ للحدیث من الثوری"[16]

"میں نے ثوری سے بڑھ کر حدیث کا حافظ نہیں دیکھا"۔

آپ کا حفظ و ضبط اتنا کمال کا تھا کہ امام شعبہ جیسا ایک عظیم محدث وحافظ کہتا ہے کہ:

"سفیان احفظ منی"[17]

"سفیان ثوری مجھ سے زیادہ حدیث کا حافظ ہے"۔

علامہ ابو معاویہ آپ کے حفظ و ضبط کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"ما رایت قط احفظ لحدیث الاعمش من الثوری کان یاتی فیذا کرنی بحدیث الاعمش فما رایت احدا اعلم منه بها"[18]

"میں نے امام اعمش کی احادیث کا امام سفیان سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ امام اعمش کی احادیث کا مذاکرہ کرتے تو میں دیکھتا کہ اُن کی احادیث کا امام صاحب سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ہے"۔

حفظ وضبط کا یہ عالم تھا کہ امام قطان فرماتے ہیں:

"ما رایت احفظ منه کنت اذا سالته عن مسالة او عن حدیث لیس عنده اشتد علیه"[19]

"میں نے اُن سے زیادہ کوئی حافظ نہیں دیکھا میں نے جب بھی اُن سے کسی مسئلے اور حدیث کے بارے سوال کیا تو انہیں کسی قسم کی کوئی مشکل نہیں ہوتی تھی یعنی وہ فوراً بتادیتے تھے"۔

امام عبد الرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے امام ثوری سے سنا آپ فرماتے ہیں:

"ما استودعت قلبی شیأ فخاننی قط"[20]

"میں نے اپنے دل میں جو بھی شی ودیعت رکھی تو میرے دل نے اس پر خیانت نہیں کی"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جو بھی شی حفظ کی وہ مجھے بھولی نہیں۔اُن کے اسی حفظ و ضبط کی بنا پر امام ابن سعد اُن کو کثیر الحدیث اور صاحب حجت شمار کرتے ہیں۔

آپؒ فرماتے ہیں:

"و کان ثقة مامونا ثبتا کثیر الحدیث حجة"[21]

"وہ ثقہ، مامون، کثیر الحدیث اور صاحب حجت امام تھے"۔

امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں:

"ما قدم علینا من الکوفة احد افضل من سفیان الثوری"[22]

"کوفہ سے ہم پر سفیان ثوری سے افضل کوئی نہیں آیا"۔

امام ثوری بحیثیت فقیہ:

امام ثوری ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نامور فقیہ بھی تھے۔آپ علمِ فقہ میں بھی ید طولیٰ رکھتے

[14](ایضاً)

[15](طبقات الفقہاء،ج:1،ص:85)

[16](تہذیب الاسماء واللغات،ج:1،ص:222)

[17](تذکرۃ الحفاظ،ج:1،ص:152)

[18](سیر اعلام النبلاء،ج:7،ص:240)

[19](تذکرۃ الحفاظ،ج:1،ص:152)

[20](تہذیب الاسماء واللغات،ج:1،ص:222)

[21](طبقات الکبری،ج:6،ص:350)

[22](سیر اعلام النبلاء،ج:7،ص:237)

تھے اور اپنے ہم عصر علماء سے فقہ اور اجتہاد میں فوقیت رکھتے تھے۔

اس لیے علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں:

"ھو احد الائمۃ المجتھدین"[23]

"وہ آئمہ مجتہدین میں سے ایک تھے"۔

آپ کی فقہ قرن خامس تک معمول بہ رہی ہے اور اُن کے مقلدین کو ثوری کہاجاتا تھا، علماء و آئمہ فن نے مختلف انداز میں اُن کی فقاہت کو بیان کیاہے- امام سفیان بن عیینہ اُن کی فقہی مہارت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"مارایت رجلا اعلم بالحلال و الحرام من سفیان الثوری"[24]

میں نے سفیان ثوری سے بڑھ کر حلال و حرام کو جاننے والا نہیں دیکھا:

علامہ عباس الدوری فرماتے ہیں کہ میں نے یحی بن معین کو دیکھا کہ وہ

"لایقدم علی سفیان احدا فی زمانہ فی الفقہ و الحدیث"[25]

"وہ اپنے زمانے میں فقہ اور حدیث میں کسی کو بھی سفیان ثوری پر مقدم نہیں کرتے تھے"۔

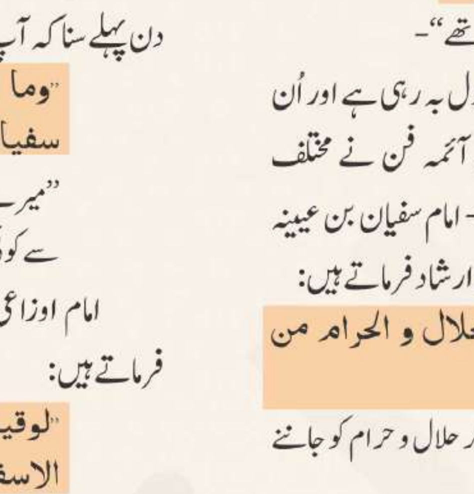

علامہ الخریبی فرماتے ہیں کہ:

"ما رایت افقہ من سفیان"[26]

"میں نے سفیان سے زیادہ فقیہہ کسی کو نہیں دیکھا"۔

امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ علامہ الفریابی نے امام ابن عیینہ سے ایک فقہی مسئلہ کے بارے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا تو علامہ فریابی نے کہا کہ امام ثوری تو اس مسئلے میں آپ کی رائے کے خلاف رائے رکھتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ تیری آنکھیں سفیان ثوری جیسا کبھی بھی نہیں دیکھیں گی"۔[27]

علامہ حسن بن ربیع فرماتے ہیں کہ:

میں نے عبد اللہ بن مبارک سے اُن کی وفات سے چند دن پہلے سنا کہ آپ فرمارہے تھے:

"وما احد عندی من الفقھاء افضل من سفیان بن سعید"[28]

"میرے نزدیک سفیان بن سعید سے افضل فقہاء میں سے کوئی نہیں ہے"۔

امام اوزاعی جو کہ ایک مشہور محدث و فقیہہ ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"لوقیل لی اختر لھذہ الامۃ ما اخترت الاسفیان الثوری"

"اگر مجھے کہاجائے کہ آپ اس امت کے علماء میں سے کسی کو اختیار کریں تو میں سفیان ثوری کو اختیار کروں گا"۔[29]

امام ثوری بحیثیت مفسر:

امام ثوری ایک مایہ ناز مفسر بھی تھے اُن کا شمار اپنے زمانے کے اکابر مفسرین میں ہوتا تھا- اُن کا علم بالقرآن بہت وسیع اور گہرا تھا- قرآن مجید کو اُٹھاتے اور اُس کی تفسیر کرنا شروع کردیتے تھے-

اُن کے علم بالقرآن کا اندازہ اس بات سے بھی لگایاجاسکتاہے کہ آپ فرمایاکرتے تھے کہ:

"سلونی عن المناسك و القرآن فانی بھما عالم"[30]

"تم مجھے سے مناسک اور قرآن کے بارے سوال کرو کہ میں ان دونوں کاعالم ہوں-

[23](وفیات الاعیان، ج:2، ص:386)

[24](طبقات الفقہاء، ج:1، ص:85)

[25](سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:237)

[26](سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:240)

[27](تاریخ بغداد، ج:9، ص:156)

[28](ایضاً)

[29](مقدمہ تفسیر سفیان الثوری، ص:11)

[30](التقدمہ، ص:117)

امام صاحب قرآن کی تفسیر بالرائے نہیں کرتے تھے بلکہ صحابہ اور تابعین کے اقوال کی روشنی میں کرتے تھے۔
اُن کی تفسیر کا اسلوب و نہج یہ تھا کہ ہر ہر لفظ اور آیت کی تفسیر نہیں کرتے تھے بلکہ جو مشکل مقامات ہوتے تھے اُن کی تفسیر کرتے تھے۔

زہد و تقویٰ:

امام سفیان ثوری میں زہد و تقوی انتہادرجے کا پایا جاتا تھا اُن کا شمار زہاد میں ہوتا تھا۔ آپ اللہ کی ذات سے اس طرح ڈرتے تھے جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ اہل ورع کے سردار تھے۔ امام شعبہ فرماتے ہیں:

"سادسفیان الناس باالورع والعلم"[31]

"سفیان ثوری ورع اور علم میں لوگوں کے سردار تھے"۔

آپ کا زھد و تقوی اس درجے کا تھا کہ علماء کا اُن کے زھد و تقویٰ پر اجماع تھا۔

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ:

"اجمع الناس علی دینه وورعه وزهده"[32]

"لوگوں کا اُن کی دیانت، ورع اور زھد پر اجماع تھا"۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

"افضل الاعمال الزهد فی الدنیا"[33]

"سب سے افضل عمل دنیا میں زھد اختیار کرنا ہے"۔

اُن کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب موت کا ذکر کرتے تو کئی کئی دن خاموش رہتے تھے جب اُن سے کسی چیز کے بارے سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ میں نہیں جانتا اور آپ اکثر یہ دعا کرتے تھے کہ باری تعالیٰ تو ہمیں سلامتی عطا کر اور میری موت میں اور موت کے بعد تمام معاملات میں خیر و برکت عطا فرما۔

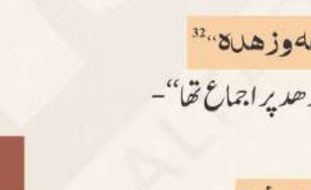

آپ قیام اللیل کے بڑے شائق تھے اس لیے وہ خود فرماتے ہیں کہ جب رات آتی ہے تو میں خوش ہو جاتا ہوں اور جب دن آتا ہے تو غمگین ہو جاتا ہوں۔

تلاوتِ قرآن مجید بھی آپ باقاعدگی سے کرتے تھے علامہ ابو خالد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اُن کے ساتھ مکہ کے سفر میں تھا وہ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے اگر کسی وجہ سے تلاوت نہ کرسکتے تو ایک دفعہ ضرور قرآن مجید کو کھول کر زیارت کرتے اور پھر بند کر دیتے تھے۔

آپ لوگوں کی اصلاح و بھلائی کیلئے طرح طرح کی نصیحتیں بھی کرتے تھے۔

اُن کا فرمان ہے کہ جاھل عابد اور فاجر عالم کے فتنوں سے بچو کہ اِن کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یقین دلوں میں قرار پکڑ لے تو پھر دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا شوق طاری ہو جاتا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف فرماتے ہیں:

"امام سفیان ثوری نے ہمارے ساتھ قیام اللیل کیا تو انہوں نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ اے نوجوانو قیام اللیل اختیار کرو اور نمازیں ادا کرتے رہو"۔[34]

تصنیفات:

امام سفیان ثوری ایک عظیم مفسر، محدث اور فقیہہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نامور مصنف بھی تھے۔ اصحاب سیر و تاریخ نے اُن کی چند کتابوں کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. تفسیر سفیان الثوری
2. الجامع الکبیر
3. الجامع الصغیر (یہ دونوں کتابیں حدیث پاک پر مشتمل ہیں)
4. کتاب الفرائض[35]

وفات:

آپ کا وصال شعبان المعظم سن 161ھ میں بصرہ میں ہُوا۔[36]

☆☆☆

[31] (سیر اعلام النبلاء، ج:7، ص:240)
[32] (وفیات الاعیان، ج:2، ص:386)
[33] (الجرح والتعدیل، ج:1، ص:82)
[34] (ایضاً)
[35] (اعلام للزرکلی، ج:3، ص:104)
(معجم المؤلفین، ج:4، ص:334)
[36] (الطبقات الکبریٰ، ج:6، ص:350)

چوتھی دوروزہ انٹرنیشنل کانفرنس

مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ

رپورٹ: مسلم انسٹیٹیوٹ

9 مئی 2022ء، پہلا دن

یونیورسٹی آف پنجاب لاہور، مسلم انسٹیٹیوٹ اور جی سی یونیورسٹی لاہور نے مشترکہ طور پر پنجاب یونیورسٹی لاہور میں 9 اور 10 مئی 2022ء بروز پیر اور منگل کو ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا- کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی- کانفرنس میں ایرانی وفد نے بھی شرکت اختیار کی اور اپنی تحقیق پیش کی- کانفرنس میں مقررین کے اظہار خیال کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

افتتاحی سیشن

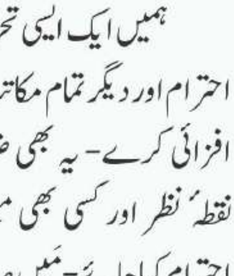

ابتدائی کلمات

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر

(پرو وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور
وائس چانسلر یونیورسٹی آف سرگودھا)

ہمیں ایک ایسی تحریک کی ضرورت ہے جو انسانیت کے احترام اور دیگر تمام مکاتبِ فکر کے لیے عزت و وقار کی حوصلہ افزائی کرے- یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے لوگوں کے نقطۂ نظر اور کسی بھی مسئلے کے بارے میں ان کی رائے کا احترام کیا جائے- مَیں صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور مَیں ہمیشہ ان تقریبات سے لطف اندوز ہوتا ہوں- پاکستان ہمیشہ فارسی زبان اور ثقافت کا احترام کرتا ہے- اس مقصد کے لیے بہت سے مراکز پاکستان میں کام کر رہے ہیں جو کہ کوئٹہ، بہاولپور اور اسلام آباد میں بطور مرکز کے قائم ہیں اور فارسی ثقافت کے دوسرے مراکز اس حوالے سے بہت اچھا کام کر رہے ہیں-

افتتاحی خطاب

عزت مآب صاحبزادہ سلطان احمد علی

(دیوان آف جوناگڑھ اسٹیٹ و چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات اور ان کے طریقِ تربیت اس خطے کے لوگوں کے لئے اجنبی نہیں رہیں- جن اعلیٰ اقدار اور اعلیٰ روایات کو ہم شمار کرتے ہیں وہ اس تربیت کا فیضان تھا جو حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات سے پھیلیں- انہوں نے نہ صرف شاعری کی، نہ صرف کلام اور کتب لکھیں بلکہ انہوں نے ایسے سلسلوں اور ایسی درسگاہوں کی بنیاد رکھی جہاں پر لوگ آتے تھے اور بزرگان ان کو اپنی تھیوری کا پریکٹیکل سمجھاتے تھے- آج ہمیں جس وجہ سے ان بزرگوں یا ان کی تعلیمات کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوتی ہے وہ کشش صرف ان کی فصاحت و بلاغت کی نہیں ہے وہ صرف ان کی زبان دانی یا کوئی بہت اچھا قادر الکلام شاعر ہونے کی نہیں ہے بلکہ اس کشش کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ ان کی درسگاہوں میں بہت اعلیٰ انسان تیار ہوئے جو صدیوں تک ہمارے رول ماڈل رہے ہیں- ان لوگوں کی درسگاہوں کا دائرہ

کار اتنا وسیع تھا کہ پاک وہند کی سوسائٹی کا کوئی ایک حصہ بھی ایسا نہیں جس کے اوپر ان بزرگوں کے افکار اور نظریات کی چھاپ نہ ہو- فنِ تعمیر، موسیقی، لباس، زبان، غرضیکہ آپ کسی بھی چیز کو دیکھ لیں آپ کو اس میں ان بزرگوں کا عملی حصہ نظر آتا ہے-

معززمہمان

ڈاکٹر کریم نجفی

(سیکرٹری جنرل کامسٹیک انٹر اسلامک نیٹ ورک آن ورچوئل یونیورسٹیز)

مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) کا تعلق کسی مخصوص ملک یا علاقے سے نہیں ہے بلکہ وہ تمام دنیا کے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے پیغام رساں ہیں جو کہ حضرت سلطان باھوؒ کی طرح تمام لوگوں میں خدا کی محبت کو منتقل کرتے ہیں-

مولانہ رومیؒ فرماتے ہیں:

نه شرقیّم نه غربیّم نه بریّم نه بحریّم
نه از کانِ طبیعیّم نه از افلاکِ گردانم

”میں نہ مشرقی ہوں، نہ مغربی ہوں، نہ میدانی ہوں اور نہ ہی بحری (سمندری) ہوں-نہ میں فطرت کی کان سے ہوں اور نہ کسی آسمانی سیارے سے ہوں“-

حضرت سلطان باھوؒ اپنی کتاب ”نور الھدیٰ“ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ہر که طالب حق بود من حاضرم
ز ابتداء تا انتہا یکدم برم
طالب بیا طالب بیا طالب بیا
تا رسانم روز اول باخدا

”اگر تم اللہ تک پہنچنا چاہتے ہو تو میرے پاس آجاؤ، میں تمہیں قربِ الٰہی تک لے جاؤں گا اور یہ ہم سب کے لیے بہت ضروری ہے“-

معززمہمان

ڈاکٹر ابراہیم تقی زادے

(ریکٹر پیام نور یونیورسٹی، ایران)

سب مسلمان انسان دوستی کی آواز اور بشر دوستی کی صدا ہیں اور ان بزرگوں (مولانا رومیؒ اور سلطان باھوؒ) نے روایات کی پاسداری کی ہے- انسان دوستی اور حق طلبی ایسی کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ انسان کو دیتا ہے اور خود اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرتا ہے تمام عرفاء، بزرگوں اور شاعروں نے صلح و دوستی کا درس دیا ہے اور ہم سب آج ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں- اگرچہ ہم جغرافیائی لحاظ سے ایک دوسرے سے دور ہیں مگر ہم ایک دوسرے کے ساتھ ہیں- مولانا جلال الدین رومیؒ ساتویں صدی کے بڑے شاعر اور بارہویں صدی کے سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے ایک ہی آواز بلند کی اور یہ خوبی ان کے اشعار میں دیکھی جاسکتی ہے- وہ عظمتِ انسان، انسان دوستی اور اخلاق کا درس دیتے نظر آتے ہیں- مولانا رومیؒ فرماتے ہیں:

مهر و رقت وصف انسانی بود
خشم و شهوت وصف حیوانی بود

”محبت اور نرم دلی انسانی صفات ہیں، غصہ اور ہوس حیوانی صفات ہیں“-

معززمہمان

پروفیسر ہمایوں احسان

(پرنسپل پاکستان لاء کالج)

عشق عقل سے بالاتر ہے لیکن عقل کے خلاف نہیں ہے- تصوف عالم روحانی کی عقلیت ہے- یہ اخروی زندگی اور دنیاوی زندگی کے درمیان ایک پل ہے- جہاں ہمارے پاس روحانی دنیا کی زندگی کے اظہار کے لیے علم اور مناسب لسانی ترتیب موجود ہے- پس تصوف کا تجربہ دو زندگیوں کے درمیان ایک پُل ہے- اگر ہم مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کے کاموں کو دیکھیں تو انہوں نے انسانی سطح پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کی حدوں سے آگے بڑھ کر لوگوں کو انسانیت کا درس دیا ہے اور ہمیں سکھایا ہے کہ اس دنیا کو کیسے متحد کیا جائے- تعلیماتِ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی خوبصورتی یہ ہے کہ دونوں خدا کی وحدانیت کی بات کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات میں وحدانیت کا پیمانہ اتنا بڑا ہے کہ وہ پوری انسانیت کو بغیر کسی

رکاوٹ کے گلے لگا لیتا ہے- یہ ان کی وحدانیت کی صلاحیت ہے کہ وہ سب کو گلے لگا کر صحیح سمت میں ڈالتے ہیں اور حضرت سلطان باھوؒ اپنے خاص انداز میں توحید کو انتہائی پاکیزہ شکل میں کسی چیز اور کسی کے خلاف کیے بغیر پیش کرتے ہیں-

مہمان خصوصی

پروفیسر ڈاکٹر محمد رضا ناصیری

(سیکرٹری اکیڈمی آف لیٹرز، ایران)

یہاں آنے سے دو سال پہلے ہم نے حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کی خدمات کے حوالے سے کچھ معیاری مقالہ جات پڑھے اور انہیں ایران کے معروف جرائد میں شائع کیا- جیسا کہ حضرت سلطان باھوؒ پہلے ہی سے معروف صوفی ہیں لیکن مقالات پڑھنے کے بعد ہم ان کی تعلیمات سے زیادہ واقف ہوئے ہیں- مزید یہ کہ حضرت سلطان باھوؒ جیسا شخص پیدا ہونے اور ان جیسا لکھنے میں صدیاں لگتی ہیں- حضرت سلطان باھوؒ لکھتے ہیں کہ انسان کیسے خدا سے مل سکتا ہے اور اس کے ساتھ جڑ سکتا ہے- آپ نے بہت مشکل کام کی وضاحت کی ہے کہ اللہ سے وہی مل سکتے ہیں جو مشکل راستے سے گزرتے ہیں اور سخت موسم کا سامنا کرتے ہیں- البتہ راستہ صرف ان کیلئے ہے جو فقر کی پیروی کرتے ہیں- سلطان باھوؒ کہتے ہیں کہ جسمانی آنکھوں سے تلاش کرنے کی کوشش نہ کرو اس راستے کو روح کی آنکھوں سے دیکھو یا باطنی آنکھوں سے-

مہمان خصوصی

عزت مآب جناب محمد رضا ناظری

(کونسل جنرل اسلامی جمہوریہ ایران، لاہور)

ماضی کی متعدد ادبی شخصیات، صوفیاء کرام اور مفکرین کا پُر امن معاشرے کی تشکیل میں کردار ہمیشہ کیلئے باقی رہنے والا ہے اور یہ فیصلہ کن بات ہے کہ ان بزرگان کے طریق سے ہی معاشرے میں امن ممکن ہے-

مفکرین اور شعراء جیسا کہ مولانا رومؒ اور حضرت سلطان باھوؒ دونوں ایران اور پاکستان کے مشترکہ ثقافتی ورثہ کے طور پر پہچانے جاتے ہیں مگر انہوں نے خطے اور دنیا کے مختلف اقوام اور معاشروں کے مابین دوستی اور پرامن زندگی کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے- ان میں سے ہر ایک شخصیت کے مقام اور تاثیر کو فنی طور پر پرکھنے کے لئے اس کانفرنس میں موجود ایران اور پاکستان کے محققین اور مفکرین کی تحقیق کی یقینی ضرورت ہے- فارسی زبان عشق، عرفان، اخلاق اور حکمت کی زبان ہے اور فارسی ٹیکسٹ میں یہ اعلیٰ پایہ کے مفاہیم بطور خاص عظیم شعراء اور عرفاء جیسا کہ سلطان باھوؒ اور دوسرے عظیم پاکستانی مفکر علامہ محمد اقبال لاہوری کے اشعار میں موجزن ہیں-

صدارتی کلمات

پروفیسر ڈاکٹر نیاز احمد اختر

(وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

آج کی کانفرنس میں مولانا رومیؒ، حضرت سلطان باھوؒ اور ان مذہبی سکالرز، شعراء اور دانشوروں کی تعلیمات پر بات ہو گی جنہوں نے ہمہ وقت معاشرے میں تبلیغ، تعلیم، تلقین اور تربیت پر زور دیا کہ ہم کس طرح معاشرے کو مربوط کر سکتے ہیں- معاشرے میں انصاف کیسے لایا جا سکتا ہے اور معاشرے میں امن کیسے قائم ہو سکتا ہے؟ اہم پیغامات جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اور اپنے رسول کریم (ﷺ) کے ذریعے دیئے ہیں وہ بالکل واضح ہیں- اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دنیا میں رہو اور میں تمہیں دیکھوں گا کہ تم لوگوں، رشتہ داروں اور غیر مسلموں کے ساتھ کیسا سلوک کرو گے اور تم اپنے معاشرے میں کیسے رہو گے- اس دنیا میں تم میں سے کچھ امیر ہیں، کچھ غریب ہیں- امیر غریبوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں اور غریب ایسے حالات میں کیسے زندہ رہتے ہیں- یونیورسٹیز کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فرد کو کس طرح تربیت دی جائے اور اسے اس نہج پر تیار کیا جائے کہ معاشرے میں کیسے رہنا ہے-

پہلا اکیڈیمک سیشن

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ، روحانیت کے لیے مشعل راہ

ڈاکٹر روزینہ انجم

(پروفیسر شعبہ فارسی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور)

یہ دو قد آور شخصیات مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ ان دونوں کے کلام میں جتنی فکری اور ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی ہے اتنی ہی ان کے واقعات میں مماثلت کی چاشنی نظر آتی ہے- مولانا رومیؒ جن کو فریدالدین عطارؒ نے دیکھا تو اسرار نامہ مثنوی بخشی کیونکہ انہوں نے آپ میں موجود جوہر کو دیکھ لیا تھا- ادھر شمس تبریز کو اشارہ ملا کہ قونیہ چلے جاؤ اور پھر رومیؒ کے ظاہر و باطن میں وہ انقلاب برپا کیا کہ علامہ اقبالؒ جیسے عظیم مفکر نے انہیں اپنا مرشدِ روحانی کہا- اسی طرح کے واقعات حضرت سلطان باھوؒ کے حوالے سے ملتے ہیں کہ آپ کی والدہ کو الہامی طور پر یہ بتایا گیا کہ ان کی گود میں ایک ایسا ولی کامل آنے والا ہے جو پوری کائنات کو اپنے فیض سے بہرہ مند کردے گا اور اس کا نام باھوؒ رکھنا- اس کا ذکر حضرت سلطان باھوؒ نے خود یوں کیا ہے:

دست بیعت کرد مارا مصطفےٰ
خلق را تلقیں بکن بہر از خدا

معاشرے میں امن اور پاکیزہ خیالی کے لیے شعور کے سماجی عمل کی اہمیت

ڈاکٹر سیدہ ارم گیلانی

(ماہر عمرانیات، چیئرپرسن ریسرچ اکیڈمی آف سپرچوئل تھاٹ اینڈ انٹیلی جنس (RASTI)

شعور کی سماج کاری ہمیں اپنے آپ، فطرت اور خدا کے ساتھ جوڑ دیتی ہے- مولانا رومیؒ، سلطان باھوؒ اور ابن عربیؒ جیسے صوفیاء نے انسانی خودی کا بہترین درجہ حاصل کیا کیونکہ وہ نفس پہ قابو پانے کے عمل سے گزرے جس سے تعمیرِ نو، تزکیہ، انضمام اور ترقی کے عمل سے مافوق الفطرت شعور ابھرا- شعور کے تین درجے ہیں، جسم، روح اور حقیقت کا شعور- تیسرا اعلیٰ ترین شعور ہے جو روحانی حقیقت کا شعور ہے- اگر ہم سلطان باھوؒ، مولانا رومیؒ اور تمام اولیاء کرام کی تعلیمات کا تجزیہ کریں تو سب کا بنیادی محور یہی رہا ہے کہ ہم انسانِ کامل کے درجے کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ یہ شعور معاشرے میں امن اور استحکام سے کیسے جڑا ہوا ہے، اس شعور کے ذریعے ہم اپنے اللہ کو کیسے پہچان سکتے ہیں؟ اس میں پہلی اہم چیز اپنے آپ کی نفی اور اپنے من کے اندر تمام بتوں کو توڑنا ہے- آپ کے اندر تمام جھوٹے نظریات، تمام اخلاق رزیلہ اور تصورات جو حقیقت میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دور کرتے ہیں، سب سے پہلے ان تمام خصائل بد کو اپنے اندر سے ختم کرنا ہوگا- حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ جب تک آپ اپنے دل کو پاک نہیں کریں گے آپ انسان کامل کی تشکیل نہیں کر سکتے-

سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

نفس پلیت پلیتی کیتی باھوؒ کوئی اصل پلیت تاں ناسے ھو

حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات میں معاشرے میں موجودہ تناؤ اور بے چینی کا حل

ڈاکٹر امتیاز احمد اعوان

(ڈائریکٹر سٹوڈنٹس افیئرز، یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر، مظفر آباد)

معاشرے میں بے سکونی، بے چینی اور اضطرابی کیفیت دیکھی جاتی ہے جس کی بنیادی وجہ اس نفسا نفسی اور مادیت پرستی کے دور میں معاشی اور معاشرتی مسائل ہیں- جب ہمارے لوگوں نے صوفیاء کرام کی تعلیمات سے روگردانی کی ہمارا معاشرہ انحطاط پذیر ہوا اور اس کے اندر نہ صرف عدم برداشت پیدا ہوا بلکہ لوگوں کے اندر نفسیاتی مسائل اور بے سکونی نے بھی جنم لیا- جب تک ہم توکل علی اللہ نہیں اپناتے جس کا حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومی نے ہمیں درس دیا ہے اس وقت تک ہمارے معاشرے میں سکون اور اطمینانِ قلب کا ہونا

مشکل ہے- توکل کے حوالے سے حضرت سلطان باھوؒ نے پرندوں کی مثال دی- پرندے ذخیرہ نہیں کرتے اور ان کے پاس کوئی چیز جمع نہیں ہوتی- جس قدر ہمارا معاشرہ صوفیاء کرام اور ان کی تعلیمات سے جڑا رہے گا اسی قدر ہمارا معاشرہ ترقی یافتہ اور متوازن معاشرہ بنے گا-

مولانا رومؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کے افکار میں انفرادی اصلاح کی اہمیت

ڈاکٹر امبر یاسمین

(اسسٹنٹ پروفیسر/ ایچ او ڈی شعبہ فارسی نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئجز، اسلام آباد)

اُخروی فلاح حاصل کرنے کے لئے دنیاوی زندگی میں انفرادی اصلاح بے حد ضروری ہے- حضرت سلطان باھوؒ کے نزدیک دنیاوی محبتیں، مال، روپیہ پیسہ، رشتے، نعمتیں اور دنیاوی آسائشیں انسان کو آخرت کی فکر سے دور کرتی ہیں- آپؒ کے نزدیک صرف دنیا کی محبت سے اچھا انسان نہیں بنا جا سکتا بلکہ اچھا انسان بننے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت شرط ہے- حضرت سلطان باھوؒ ’’عین الفقر‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’جو دل حُبِ دنیا کی ظلمت میں گھر کر خطراتِ شیطانی اور ہوائے نفسانی کی آماجگاہ بن چکا ہو اُس پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت نہیں پڑتی اور جس دل پر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت نہ پڑے وہ سیاہ و گمراہ ہو کر حرص و حسد و کبر سے بھر جاتا ہے‘‘-

آپؒ مزید لکھتے ہیں:

’’اسی دنیا کی خاطر آدمی، آدمی کی پوجا کرتا ہے اور یہ ناشائستہ عمل ہے جو انسان کو دین سے دور کرتا ہے‘‘-

یعنی مال و زر کی ہوس اسے اندھا کر دیتی ہے- پس منزل تک پہنچنے کے لئے اپنی ہوس کو مار ڈالو-

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات میں اخلاقی روایات کی معروضیت

جناب ایم اے خان

(مترجم کتبِ حضرت سلطان باھوؒ، لیوٹن، یوکے)

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم تہذیب کی بنیادیں معروضی حقیقت (زمان و مکان کی قید سے آزاد) پر مبنی ہیں یعنی حقیقت پہ- بہت سے دوسرے شعبہ جات کی طرح، اخلاقی اقدار بھی کسی اندرونی وجود سے پھوٹتی ہیں، تاہم اندرونی حقیقت فطرتاً موضوعی نہیں ہے- جیسا کہ اکثر مغربی اسکالرز نے خاص طور پر مابعد جدیدیت (Postmodernism) کے بعد سے غلط سمجھا ہے- یہ حقیقت اصل میں معروضی ہے جبکہ اس کا اظہار موضوعی انداز میں ہوتا ہے- صوفیاء کرام ان اخلاقی اقدار اور ضابطہ اخلاق کو اپناتے ہیں جو ان پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور بارگاہ رسالت مآب (ﷺ) کی حضوری سے ظاہر ہوتے ہیں- جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے اپنی کتاب ’’کلید التوحید‘‘ میں حضور نبی کریم (ﷺ) کے اوصاف حمیدہ کی ہم آہنگی کو اعلیٰ ترین اقدار کے طور پر بیان کیا ہے کہ:

"مجلس محمدی (ﷺ) کا شرف حاصل کرنا آسان ہے لیکن تصرف، فطرت، وصف، ولایت اور فقر محمدی (ﷺ) کا حصول انتہائی مشکل ہے"۔

حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کے افکار میں ہم آہنگی

محترمہ الحام حدادی

(رُکن، سعدی فاؤنڈیشن، ایران)

حضرت سلطان باھوؒ مرشد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ لوہے کو کندن بنا دیتا ہے اور مرشد ایک درخت کی مثل ہے جو سردی گرمی کو خود جھیل لیتا ہے مگر مرید کو آسائش دیتا ہے۔ یہ لازم سمجھتا ہے کہ خوف کو اس سے دور کرے اور علمِ معرفت بخشے۔ لفظ مرشد کے چار الفاظ ہیں "م" مردہ دل کو زندہ کرتا ہے اور زندہ دلی سے خدا تک پہنچا دیتا ہے۔ "ر" سے مراد رہائی یعنی مشقت و ریاضت سے رہائی ہے۔ کیونکہ وحدانیت کے مراقبے سے سالک مجلس محمدی (ﷺ) میں جا پہنچتا ہے۔ "ش" سے مراد شرِ نفس و شیطان ہے جس سے مرشد سالک کو محفوظ رکھتا ہے۔ "عقل بیدار" میں حضرت سلطان باھوؒ مرشد کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر جاہل کو تلقین کرے تو اس کو فاضل بنا دے۔ مولانا رومؒ حضرت شمس تبریزیؒ کو اپنا مرشد مانتے ہیں اور اس کو ہستی کائنات کی علامت سمجھتے ہیں۔ پیر کا انتخاب بہت ضروری ہے کیونکہ پیر کے بغیر سالک کہیں نہیں پہنچ سکتا۔

مہمان خصوصی

جناب مجیب الرحمان شامی

(سینئر صحافی اور معروف تجزیہ نگار)

مولانا رومؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کا بیشتر کلام فارسی میں ہے جبکہ فارسی زبان سے ہم ناواقف ہو چکے ہیں۔ میرے بچپن میں تو مجھے یاد ہے کہ فارسی پڑھائی بھی جاتی تھی اور اس کا ایک ٹیچر بھی ہوتا تھا۔ انگریزوں نے جو فارسی کے ساتھ نہیں کیا وہ ہم نے کر دیا۔ پہلے تو مشاعروں میں فارسی غزلیں سنائی جاتی تھیں اور لوگ سنتے تھے اب تو اردو زبان کو سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے تو مولانا رومؒ اور سلطان باھوؒ تک ہماری رسائی کیسے ممکن ہو گی؟ ہمارے صوفی بزرگ جن کا ہم تذکرہ کرتے ہیں انہوں نے لوگوں کو جوڑا اور عشق خداوندی کی شمع جلائی جس طرح شمع پہلے خود اپنے آپ کو جلاتی ہے اور پھر روشنی دیتی ہے۔ جتنی ضرورت آج ہمیں حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومؒ سے رجوع کرنے کی ہے میرا خیال ہے اس سے پہلے اتنی نہیں تھی۔

صدارتی کلمات

جناب پروفیسر ڈاکٹر معین نظامی

(ڈین فیکلٹی آف اورینٹل لرننگ، پنجاب یونیورسٹی)

اس نشست میں تین زبانوں میں مقالات پیش کیے گئے انگریزی، اردو، فارسی اور چوتھی پنجابی جو ابیاتِ باھوؒ کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ معاشرے اور شخصیتوں میں اخلاقی قدریں گر رہی ہیں جس کے نتیجے میں عدمِ برداشت جنم لیتی ہے۔ صوفیاء کا پیغام توکل علی اللہ کا ہے بالخصوص ان دو بڑے صوفیاء (مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ) نے اس پر بہت زور دیا ہے۔ صوفی کا یہ تصور کیوں بن گیا ہے کہ وہ دنیا سے فرار اختیار کرتا ہے؟ ہر گز نہیں۔ صوفیاء نے انسانی معاشرے کی بہتری کو ہمیشہ مقدم رکھا اور وہ دنیا کو کیسے نظر انداز کر سکتے تھے؟ اصل تصوف میں دین اور دنیا میں اس طرح کی کوئی اعتقادی اور عملی تفریق نہیں ہے۔ حافظ شیرازیؒ کا ایک شعر ہے:

یک حرف صوفیانه بگویم اجازت است
ای نور دیده صلح به از جنگ و داوری

"ایک صوفیانہ بات کہتا ہوں اجازت ہے؟ اے آنکھوں کے نور! صلح جنگ اور مخالفت سے بہتر ہیں"۔

تصوف کا نقطہ نظر اور آدابِ معاشرت اس شعر میں سموئے ہوئے ہیں۔ جب حرف صوفیاء کہا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ تنقید، دشمنی، ہتک، عناد، طنز یا تضحیک نہیں ہے۔

دوسرا اکیڈیمک سیشن

حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی ادبی خدمات

اکیسویں صدی میں مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ پر ادبی کام کا ایک جائزہ

ڈاکٹر عظمیٰ زرین نازیہ
(شعبہ فارسی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

حضرت سلطان باھوؒ کی فارسی زبان میں کتابیں نثر اور شاعری کا امتزاج ہیں- تمام پنجابی ابیات کا پہلا انگریزی ترجمہ جو کہ زیڈ اے اعوان نے کیا لائق تحسین ہے کیونکہ شاعری کو ایک زبان سے دوسری زبان میں تبدیل کرنا آسان کام نہیں ہے اور یہ واقعی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتا- حضرت سلطان باھوؒ کے پنجابی ابیات کا ترجمہ 2017ء میں انگلینڈ سے شائع ہوا- نور الھدیٰ کا انگریزی ترجمہ 2019ء میں شائع ہوا تھا- ”کلید التوحید“ اور ”عین الفقر“ کا انگریزی ترجمہ 2022ء میں شائع ہوا- یہ تراجم صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب کی زیر نگرانی کیے گئے ہیں- اردو میں ترجمے کا عمل 1993ء میں شروع ہوا، ”عین الفقر“ اردو ترجمہ 1993ء میں شائع ہوا، شمس العارفین 2019ء میں شائع ہوا، محک الفقر 2013ء میں شائع ہوا، کلید التوحید 1993ء میں شائع ہوا-

بیداری خودی کا تصور: شاہ عبد اللطیف بھٹائیؒ، حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات سے ایک جائزہ

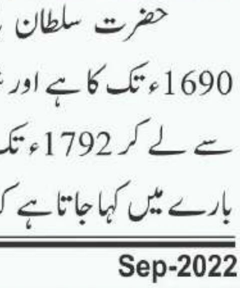

جناب ڈاکٹر اشوک کمار کھتری
(انچارج شعبہ سندھی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

حضرت سلطان باھوؒ کا زمانہ 1600ء سے لے کر 1690ء تک کا ہے اور شاہ عبد اللطیف بھٹائی کا دور 1690ء سے لے کر 1792ء تک کا ہے- شاہ عبد اللطیف بھٹائی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ہر وقت 3 کتابیں (قرآن پاک، مثنوی مولانا رومؒ اور تیسرا اپنے دادا بلڑی والے کا کلام) اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے اور ان کو اپنے اشعار میں ڈھالتے تھے- ان بزرگوں کی تعلیمات کے مطابق اگر آپ کو زندگی کا راز معلوم ہو تو آپ بھی محبت کے سوا کسی اور ساتھی کا انتخاب نہ کریں- رات کی طرح بنو جو دوسرے کے عیب چھپانے کے لیے ہوتی ہے- حیاء کے لیے زمین کی طرح بنو- جیسے تم ہو ویسے ہی دوسروں کے لیے ظاہر ہو- آپ کو اپنے دل پر ذکر اللہ کی ضرب لگاتے رہنا چاہیے جب تک آپ کا دل کھل نا جائے- حضرت سلطان باھوؒ کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

دل کالے توں منہ کالا چنگا جے کوئی اس نوں جانے ہو
منہ کالا دل اچھا ہووے تاں دل یار پچھانے ہو

شاہ عبد اللطیف بھٹائی کہتے ہیں کہ:

”اے سوئے ہوئے لوگو جاگنے کی کوشش کرو کیونکہ اولیا کرام جیسا مقام و مرتبہ تمہیں نیند کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا“-

مسلم معاشرہ اور جدیدیت کے چیلنجز: مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات سے رہنمائی

جناب پروفیسر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس
(پرنسپل کالج آف اورینٹل لینگویج، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد)

حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا جلال الدین رومیؒ کے نزدیک خود نمائی اور کبر کسی بھی صورت میں جائز نہیں بلکہ ان کے نزدیک یہ نفس کی بیماریوں میں شامل ہیں- سالک جس دن اپنے اندر سے انا، خود نمائی اور کبر کو ختم کر دیتا ہے وہ اس کیلئے عید کا دن ہوتا ہے کیونکہ وہ سالک کے لئے وصال اور ملاپ کا دن ہوتا ہے- وہ اپنے مدارج طے کرتے ہوئے قرب خداوندی حاصل کر لیتا ہے- مولانا رومؒ کے نزدیک نفس ہی ہے جو بندے کو خود نمائی کی

طرف ابھارتا ہے اور انسان کے اندر کبر کو پیدا کرتا ہے-

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ:

او چو بیند خلق را سر مست خواہش
است تکبر می رود از دست خواہش

’’جب انسان مخلوق کو اپنی طرف متوجہ دیکھتا ہے تو اس میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ تکبر سے اپنے آپ کو پاک کرے‘‘-

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ:

صُورت نفس اَمارہ دی کوئی کُتّا گلّڑ کالا ھو
کُوکے نُوکے لہو پیوے منگے چَرب نوالا ھو

احساس برتری اور خود نمائی کس حد تک خطرناک یا مفید ہے: مولانا رومی اور حضرت سلطان باھو کی تعلیمات سے مطالعہ

جناب پروفیسر ڈاکٹر رفیق الاسلام

(ڈائریکٹر سنٹر فار اقبال اسٹڈیز، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور)

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی غلطی اور تحقیق کا المیہ یہ ہے کہ ہم فقط خارج (ظاہر) کو سنوارنے میں لگے رہتے ہیں اور خارج تحقیق کے نام پر تشکیک پیدا کرتا ہے- صوفی خارج کی بجائے باطن پر زور دیتا ہے اور باطن جب خارج میں آتا ہے تو حقیقتِ انسانی، مقصودِ کائنات اور مقصدِ حیات اس کے سامنے عیاں ہو جاتا ہے- صوفی تشکیک کو ختم کرتا ہے جب تحقیق باطن سے خارج کی طرف آئے گی تو حقیقت کا روپ اختیار کرے گی اور جب خارج سے باطن کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں تو یہ تشکیک پیدا کرتی ہے- آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم تشکیک سے نکل کر اصل تحقیق کی طرف آئیں جس کے لئے ہمیں صوفیاء کرام کی تعلیمات سے رجوع کرنا ہو گا اور ان کی صحبت و تربیت اختیار کر کے خود کو ان کے طریقِ حیات کے مطابق ڈھالنا ہو گا- حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ علم جب قلب میں آتا ہے تو قلب کی زبان کھل جاتی ہے اور پھر یہ زبان بند ہو جاتی ہے-

سماجی تبدیلی میں حضرت سلطان باھو کے تصور ’’اللہ بس ماسوا اللہ ہوس‘‘ کا اثر

جناب پروفیسر ڈاکٹر حامد اشرف ہمدانی

(چیئرمین شعبہ عربی، جامعہ پنجاب، لاہور)

تصوف، سلوک، احسان اور تزکیہ کی دعوت کوئی نئی دعوت نہیں بلکہ یہ عین شریعت کی دعوت ہے جب ہم اس جملے ’’اللہ بس ماسوا اللہ ہوس‘‘ کو دیکھتے ہیں تو جانتے ہیں کہ اخلاص اور توحید، اسلامی شریعت کی بنیاد ہے اور انسان کا کوئی عمل اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں جب تک اس میں یہ دو بنیادی شرطیں نہ پائی جائیں- حضرت سلطان باھوؒ ’’عین الفقر‘‘ میں فرماتے ہیں کہ طالب تین قسم کے ہوتے ہیں طالب دنیا، طالب عقبیٰ اور طالب مولیٰ- جو طالب مولیٰ نہیں وہ توحید میں غرق نہیں ہو سکتا- حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات سے وحدتِ انسانی کا تصور ملتا ہے جیسے قرآن نے بیان کیا کہ: ’’اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا‘‘- رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ’’لوگو تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ آدم بھی ایک ہے‘‘- صوفیا کا ایک اور وصف مخلوقِ خدا کی خیر خواہی ہے -رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: یہ مخلوق اللہ کے کنبہ کی طرح ہے اور اللہ کو اپنی مخلوق میں وہی محبوب ہے جو اللہ کے بندوں کے ساتھ احترام کا رویہ اپنائے-

صدارتی کلمات

عزت مآب صاحبزادہ سلطان احمد علی

(دیوان آف جوناگڑھ اسٹیٹ و چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

فرید الدین عطارؒ اپنی کتاب منطق الطیر کا خلاصہ یہ بیان کرتے ہیں کہ سر دیئے بغیر بات نہیں بنتی جب تک تو جان قربان نہیں کرتا جانان کو نہیں پا سکتا اور اسی بات کو حضرت سلطان باھُو یوں بیان فرماتے ہیں:

میں قربان تنہاں توں باھُوؒ جنہاں خون بخشیا دلبر نوں ھُو

عشق کے سفر کی بات ہی سر دینے سے شروع ہوتی ہے- جہاں باطل پھیل رہا ہو وہاں اہلِ حق ختم نہیں ہو جاتے بلکہ اہل حق موجود ہوتے ہیں یہ الگ بات کہ ان کو تلاش کرنا ایک معمہ بن جاتا ہے کہ کیسے تلاش کریں- رومی کی ”مثنوی معنوی“ میں معنوی سے مراد یہی ہے کہ خود کو خارج سے داخل کی طرف لے جائیں اور یہی عقل اور عشق کا سارا مقدمہ ہے کہ عقل پسند بنیں عقل پرست نہ بنیں- علامہ اقبالؒ حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات اقدس کے بارے میں لکھتے ہیں آپ نے دین کی چابی سے دنیا کا دروازہ کھولا- سارے سیشنز کا بہترین خلاصہ ہے کہ خدا تعالیٰ پر یقین کامل کے بغیر اور وحدتِ آدم پر یقین کامل کے بغیر صحیح عدل و مساوات قائم نہیں ہو سکتا-

10 مئی 2022ء، دوسرا دن
تیسرا اکیڈیمک سیشن

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات کا سماجی مطالعہ: کثیر الثقافتی اور بین الاقوامی تصوف: سلطان باھوؒ کی تعلیمات کا مطالعہ:

جناب مدثر ایوب

(پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ تاریخ، قائد اعظم یونیورسٹی)

کثیر الثقافتی اور بین الاقوامی تصوف کا نظریہ صوفیانہ تعلیمات کی فطری صلاحیت پر مبنی ہے جو پوری دنیا میں بسنے والی تمام اقوام کے لوگوں کیلئے قابل عمل، مؤثر اور پر کشش ہے- بین الاقوامی تصوف قومی اور بین الاقوامی فورمز پر الیکٹرانک، پرنٹ اور سوشل میڈیا کا استعمال کرتے ہوئے صوفیاء کی تعلیمات کے فروغ سے اسلامو فوبیا کا مؤثر تریاق پیش کرتا ہے- حضرت سلطان باھوؒ نے تزکیہ نفس، جسم، دماغ اور روح کی روحانی تربیت پر زور دیا ہے جس سے حاصل ہونے والا روحانی شعور انسان کی ضرورت ہے- حضرت سلطان باھوؒ نے اس تصور کو ”وحدتِ مقصود“ کا نام دیا ہے، وحدت المقصود کا تصور حضرت سلطان باھوؒ نے پیش کیا ہے جو قومی اور جغرافیائی سرحدوں کے فرق کے بغیر انسانیت کے لیے رہنما اصول کے طور پر ایک بین الاقوامی نقطہ نظر ہے-

اسلامی معاشرے کی روح: عشق رسول (ﷺ) مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات کی روشنی میں

جناب پروفیسر ڈاکٹر سہیل شفیق

(چیئرپرسن شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی)

رسول اللہ (ﷺ) کی محبت ایمان کی بنیاد ہے اور اسلامی معاشرے کی روح ہے اور یہ محبت تمام محبتوں سے بڑھ کر ہے- مولانا رومیؒ کی مثنوی شریف میں جگہ جگہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے ذکر جمیل کی جھلکیاں نظر آتی ہیں جن میں حضور نبی کریم (ﷺ) کے اوصاف و کمالات کا بھرپور ذکر ہے اور یہ مولانا رومؒ کے تعلق بالرسول (ﷺ) کا ایک واضح ثبوت ہے- ایک مقام پر مولانا فرماتے ہیں:

سیّد و سرور محمد نورِ جاں
مہتر و بہتر شفیع مجرماں

”سیّد اور سردار محمد (ﷺ) جو جان کا نور ہیں آپ (ﷺ) سب سے بالا اور اعلیٰ اور گناہگاروں کی شفاعت کرنے والے ہیں“-

سلطان باھوؒ کی تمام کتب عشق رسول (ﷺ) میں ڈوبی ہوئی ہیں بلکہ آپ کا رسول اللہ (ﷺ) سے ایسا روحانی رشتہ ہے کہ آپؒ نے تمام کتابیں رسول اللہ (ﷺ) کے اذن سے لکھیں اور ان میں مجلس محمدی (ﷺ) کی حضوری، تصور اسم محمد (ﷺ) کا تعارف اور حضور اکرم (ﷺ) کی عظمت کی گفتگو کی ہے-

آپؒ فرماتے ہیں:

ہر کہ بروئی محمد شد فدا
می رسد او در مراتب اولیا

”جو رسول (ﷺ) کے چہرے پر فدا ہو گیا وہ مراتب اولیاء پر پہنچ گیا“۔

سلطان العارفین در آئینہ شمس العارفین

محترمہ ڈاکٹر رابعہ کیانی
(پی ایچ ڈی اسکالر)

حضرت سلطان باھُوؒ کی ذات صدیوں سے سر چشمہ فیوض و برکات ہے آپؒ وہ مادر زاد ولی ہیں جو جمال و جلال اور علم و حکمت سے مزین شخصیت ہیں۔ کتاب ”شمس العارفین“ حضرت سلطان باھُوؒ کی 8 تصانیف کلید التوحید، قرب دیدار، مجموعہ الفضل، عقل بیدار، جامع الاسرار، نورالھدٰی، عین الفقر اور فضل اللقا کا خلاصہ ہے اور ان کتب سے منتخب شدہ اسباق پر مشتمل ہے گویا یہ کتاب آپؒ کی تمام تصانیف کا خلاصہ ہے جس میں طالبِ مولیٰ کی سیر ابی کا مکمل بندوبست ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے طالبِ مولیٰ پر حیران کن تاثیر مرتب ہوتی ہے اور اس کے وجود میں اخلاص پیدا ہوتا ہے جس میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے حتیٰ کہ اسرارِ ربانی کا انکشاف و اکتشاف ہوتا ہے اور طالب بامراد ہو جاتا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

اسمِ اعظم انتہائے با ھُو بود
وردِ باھُوؒ روز و شب ”یاھُو“ بود
کور چشم کی بہ بیند آفتاب
کور را از آفتابش صد حجاب

” اسم اعظم سے معیت ذات حق کا انتہائی مرتبہ کھلتا ہے اس لئے باھو ہر وقت ذکر یاھُو میں غرق رہتا ہے۔ اندھا آدمی آفتاب کو کہاں دیکھ سکتا ہے کہ اندھے اور آفتاب کے درمیان سینکڑوں حجابات ہیں“۔ (شمس العارفین)

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی شاعری کی عصر حاضر میں فلسفیانہ اہمیت

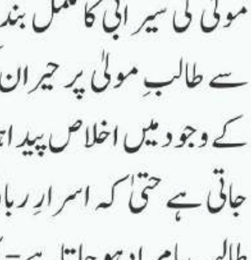

جناب ڈاکٹر سعید احمد سعیدی
(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

دوسری جنگ عظیم کے وقت جب حالات بہت کشیدہ ہوئے تھے تو ایک غیر مسلم سکالر نے یورپ میں جا کر کہا کہ اگر دنیا میں امن چاہتے ہو تو اپنی یونیورسٹیز کے دروازے رومیؒ کی تعلیمات کیلئے کھول دو تاکہ تمہارے درمیان امن و سکون پیدا ہو جائے۔ مولانا رومؒ نے عقل پر بہت بحث کی ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں: اے نوجوان تو عقل کے بل بوتے پر ہر چیز کا انکار کرنے پر تلا ہوا ہے اسے کسی صاحب دل کے حوالے کر دے اور حیرانگی کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ آنے والا ہر لمحہ اسے غلط ثابت کر رہا ہے جسے عقل تراشتی ہے، واپس آ جا عشق کا دامن تھام لے اس لئے کہ عقل زنار پوش ہے اور عشق آپ کو منزل تک لے جائے گا۔

حضرت سلطان باھُوؒ نے عقل سے بہتر عشق اور دل کو قرار دیا ہے جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں کہ:

دل دریا سمندروں ڈونگھا غوطہ مار غواصی ھُو
جیں دریا ونج نوش نہ کیتا رہسی جان پیاسی ھُو

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھُوؒ کی تعلیمات میں مقصد حیات

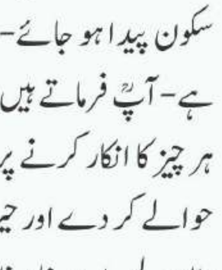

جناب پروفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف رفیق
(ڈائریکٹر عبد الصمد خان شہید چئیر، یونیورسٹی آف بلوچستان، کوئٹہ)

مولانا جلال الدین رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ آج بھی قلوب کی تسخیر کی جادہ پیمائی میں مصروف نظر آتے ہیں اور ہم ان میں کئی مماثلتیں دیکھ پاتے ہیں۔ بے لوث اور پر ایقان عبادت کرنا اور صدق و عرفان کو پانا اس گونا گوں انسانی زندگی اور انسانی وجود میں نہایت کٹھن کام ہے کیونکہ اسی وجود کو پراگندہ کرنے کیلئے دنیاوی آلائشیں، حرص و ہوا، حسد، نخوت کی شیطانی طاقتیں بھی مسلسل کارفرماں رہتی ہیں۔ ایسے حال میں حضرت سلطان العارفینؒ فرماتے ہیں فضل خداوندی کے ساتھ ہی اس گونا گوں جذبات کے حامل انسانی وجود کا کامیابی سے ہمکنار ہونا ممکن ہو سکتا ہے۔ حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں کہ:

کر عبادت پچھوتا سیں تینڈی عمراں چار دہاڑے ھُو
تھی سوداگر کر لے سودا جاں جاں ہٹ ناں تاڑے ھُو
مت جانی دل ذوق منے موت مریندی دھاڑے ھُو
چوراں ساد ھاں رل پور بھریا باھُوؒ رب سلامت چاڑے ھُو

مولانا رومیؒ کے تصورِ حیات میں نفس کشی ایک اہم مرحلہ ہے اور نفس کو قابو کرنے سے ہی انسان سراغ زندگی پانے میں کامرانی کا اعزاز حاصل کر سکتا ہے-

صدارتی کلمات

محترمہ ڈاکٹر روزینہ انجم

(پروفیسر، شعبہ فارسی، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور)

صوفی کسی مخصوص مکتبہ فکر سے تعلق نہیں رکھتا، وہ کسی ایک فرقہ کا رہنما نہیں ہوتا بلکہ اس کا دستر خواں سب کے لئے کھلا رہتا ہے- جس طرح ہمارے نبی پاک حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) تمام جہانوں کے لئے رحمت العالمین بن کر آئے- اس میں کوئی تفریق ہی نہیں ہے کہ مشرق ہو، مغرب ہو، کافر ہو، مسلمان ہو، عیسائی ہو، جن و انس سب مخلوقات کے لئے رحمت العالمین ہیں- یہی صوفی کا طریق ہے کہ آپ کسی بھی رنگ و نسل، کسی مکتبہ فکر اور کسی خطے سے تعلق رکھتے ہوں صوفی کا فیض اور علم دانش و حکمت سب کے لئے ہے- صوفی اپنے عہد کا ایک عظیم انسان ہوتا ہے جس کا ہاتھ زمانے کی نبض پر ہوتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ زمانے کو کس چیز کی ضرورت ہے- حضرت سلطان باھوؒ ہمیشہ حضوریٔ رسول (ﷺ) میں مستغرق رہتے تھے کیونکہ جس کو بھی جو ملا وہ در مصطفےٰ (ﷺ) سے ملا ہے-

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

”اپنے آپ کو مصطفےٰ کریم (ﷺ) تک پہنچا دے کیونکہ سارے کا سارا دین آپ (ﷺ) ہیں- اگر تم آپ (ﷺ) تک نہ پہنچے تو (تمہارا) سارے کا سارا عمل بولہبی یعنی بے دینی ہے-“

اختتامی سیشن

لوک ثقافت میں صوفی شاعری: حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کا مطالعہ

جناب محمد ندیم بھابھہ:

(شاعر، ادیب)

صوفی کے مصرعے ضرب المثل بن کر روزمرہ کی گفتگو کا حصہ بن جاتے ہیں یہ معاملہ ان صوفیا کی شاعری میں زیادہ دیکھا جا سکتا ہے جن کو صاحبِ ارشاد کا رتبہ یا صاحبِ تربیت ہونے کا فریضہ سونپا گیا ہو- ان میں بالخصوص کلام مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی بات کروں گا جن کے فیض سے علامہ اقبال جیسی شخصیت نے اپنی شاعری کی کائنات بسائی، یہ بہت اہم بات ہے کہ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی شاعری میں ثقافت کا رنگ نمایاں اور غالب ہے-

اس مصرعے کو دیکھیے:

جس گت اتے سوہنا راضی ہوندا اوہو گت سکھاندا ھو

یہ مصرع یوں بھی ہو سکتا تھا:

جس گل اتے سوہنا راضی ہوندا اوہو گل سکھاندا ھو

مگر خاص طور پر گت یعنی تال کا ذکر کیا گیا- جب تک کلچر کا مشاہدہ نہ کیا جائے یہ مصرعہ سمجھا ہی نہیں جا سکتا کیونکہ ڈھول ہر ثقافت کا حصہ نہیں ہے بالخصوص اس کا تعلق ہند اور پنجاب سے ہے-

جنوبی ایشیاء میں مسلم افکار پر مثنوی اور ابیات باھوؒ کا اثر

جناب پروفیسر ڈاکٹر شعیب احمد

(چیئرمین رومی چیئر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

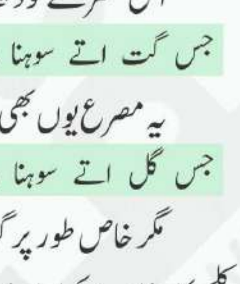

برصغیر کی زرخیز سرزمین پر ایسے بزرگان دین کا سلسلہ جاری رہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اُس کی مخلوق تک پہنچایا- اس کے علاوہ یہ بھی ممکن نہیں کہ

کوئی شخص اللہ کا پیغام لے کر جائے اور اس کے اثرات معاشرے پر نہ پڑیں- ذرا سوچیئے کہ ہند کی سرزمین سے مسلمانوں کے لیے ایک ملک کا وجود میں آنا اللہ تعالیٰ کا معجزہ ہے اور پاکستان کی تخلیق اللہ کی طرف سے اس خطے کے لوگوں کیلئے تحفہ ہے- حضرت سلطان باھوؒ سے لوگ روحانی فیض حاصل کر رہے ہیں- اقبالؒ کہتے ہیں کہ اگر تم صراط مستقیم کے متلاشی ہو تو رومیؒ کو اپنا ساتھی بنالو- مولانا رومیؒ، علامہ اقبالؒ اور سلطان باھوؒ کا پیغام خالص محبت، امن اور بھائی چارے کا پیغام ہے جو عام لوگوں کو بادشاہی کے راز سکھاتا ہے-

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات میں مادیت پسندانہ نظریات کارد

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد کامران

(ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف اردو لینگویج اینڈ لٹریچر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

ہر انسان میں معرفت اور محبت کا جوہر موجود ہوتا ہے- ہر انسان میں دوسرے انسانوں کے لیے نیکی اور بھلائی کا عنصر موجود ہوتا ہے- مولانا جلال الدین رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی شاعری میں انسانیت، محبت اور امن کا جوہر دکھائی دیتا ہے- محبت ایک روشنی ہے جو ہمارے باطن کو منور کرتی ہے- معرفت کا رشتہ اور رستہ محبت سے ہو کر گزرتا ہے- محبت انسانی اقدار کی تخلیق کرتی ہے اور عشق رستہ دکھاتا ہے- صوفیاء بہت عظیم الشان گلیشیئر ہیں، ایک بہت بڑا گلیشیئر جس میں سے پانی رفتہ رفتہ پگھل رہاہے- یہ پانی لوگوں میں محبت کی زرخیزی پھیلاتا ہوا بالآخر ایک سمندر سے مل جاتا ہے- یہ سمندر ابدیت کا سمندر ہے جہاں ایک قطرہ سمندر سے مل کر خود سمندر بن جاتاہے- مگر اس کے لیے اپنی ذات کی نفی کرنی پڑتی ہے- آج کے دور میں انسان مادیت پرستی کی دوڑ میں اپنے آپ کو قید کرلیتاہے- مگر خوش اس لیے نہیں رہتا کہ مادیت کے دور میں رہنے والا انسان کبھی خوش دکھائی نہیں دیتا-

مہمان خصوصی

جناب صاحبزادہ محمد شہزاد سلطان

(ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس)

حضرت سلطان باھوؒ کے دیوانِ باھوؒ کا پہلا مصرعہ درج ذیل ہے:

یقیں دانم دریں عالم کہ لا معبود الّا ھُو

یہ پوری غزل کلمہ طیبہ کی طرف اشارہ کرتی ہے- اسی طرح ابیات باھُو میں:

الف:اللہ چنّبے دی بُوٹی میرے مَن وِچ مُرشد لائی ھو
نَفی اَثبات دَا پانی مِلیس ہَر رَگے ہَر جائی ھو

یہاں نفی اثبات سے مراد ہر چیز سے انکار کرنا سوائے لا الہ الا اللہ کے- صوفیاء کا کلچر صرف ترکی، انڈیا، ایران اور پاکستان کا نہیں بلکہ یہ ایک بین الاقوامی ورثہ ہے- جو انسانیت کی اہمیت پہ زور دیتا ہے- بزرگان دین کی تعلیمات یورپ اور باقی دنیا کے لیے بھی اتنی ہی اہمیت کی حامل ہیں جتنی ہمارے لیے- صوفی کلچر صرف برصغیر ہند کا کلچر نہیں بلکہ یہ ہمارا ”مین اسٹریم اسلام“ ہے- اگر ہم روحانیت کو دین سے جدا کر لیں تو وہاں بھی چنگیزیت باقی رہ جاتی ہے- اسی لیے آج ہمیں اپنی زبان، کلچر، ثقافت اور ورثہ کو سنبھالنے کی ضرورت ہے-

مہمان خصوصی

محترمہ ناصرہ جاوید اقبال

(سابق جسٹس ہائی کورٹ)

نصاب میں صوفیاء کرام اور روحانیت کا ذکر بہت کم ملتا ہے لہٰذا ایسی کانفرنسز انتہائی مفید ہیں- علامہ اقبالؒ مولانا رومیؒ کو ”پیر رومیؒ“ اور اپنے آپ کو ”مرید رومیؒ“ کہتے تھے- حضرت سلطان باھوؒ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستیؒ خود ایک صوفی خاتون تھیں -حضرت سلطان باھوؒ کا چہرہ بچپن سے ہی اتنا نورانی تھا کہ جب آپ گھر سے باہر نکلتے تھے تو ہندو آپ کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے- صوفیاء کرام کی تعلیمات اور پیغام صرف مسلمانوں کیلیے نہیں ہے بلکہ تمام انسانیت اور ہر مذہب کے لوگوں کیلئے ہے جس سے ہمیں احترام انسانیت کا سبق ملتا

ہے- کیونکہ ان میں صبر ہوتا ہے اور وہ جو بھی کرتے ہیں سوچ سمجھ کر کرتے ہیں اور کوشش یہ کرتے ہیں کہ لوگوں میں ہم آہنگی رکھیں- قرآن کی تعلیمات ہی صوفیاء کرام کی تعلیمات ہیں یہ تعلیم روحانیت ہمیں حضرت سلطان باھوؒ، مولانا رومیؒ اور علامہ اقبالؒ کی تعلیمات سے معلوم ہوتی ہیں-

اظہارِ تشکر

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلیم مظہر

(وائس چانسلر، یونیورسٹی آف سرگودھا، پرو، وی سی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

کوئی بھی ملک یا معاشرہ سماجی ترقی کے بغیر تکنیکی یا معاشی طور پر ترقی نہیں کر سکتا- سب سے پہلے، معاشرے اپنی سماجی اور روحانی اقدار کو فروغ دیتے ہیں- اگر ان میں ایسی اقدار غالب ہوں تو معاشرہ آگے بڑھتا ہے- مولانا رومیؒ کا مکتب فکر کہتا ہے کہ بنی نوع انسان کا سب سے بڑا المیہ ان کے درمیان کمیونیکیشن گیپ ہے- مولانا رومیؒ کا کہنا ہے کہ ایک شخص اپنے پانچ حواس کے ساتھ اپنی بات کو دوسرے کو پوری طرح بیان نہیں کر سکتا- تمام صوفیاء کے نزدیک اس کمیونیکیشن گیپ کا حل روحانیت اور فیضان نظر سے ہی ممکن ہے- اسی طرح مولانا رومیؒ نے 40 سال تک ایک بھی نظم نہیں کہی، 40 سال کے بعد مولانا رومیؒ کے مرشد شمس تبریزؒ تھے جنہوں نے ساری صورتحال بدل دی اور اس طرح مولانا رومیؒ نے تعلیمات تصوف کو نثر اور شاعرانہ انداز میں آگے بڑھایا- مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بہتری کے لیے ادارے نہیں بنائے بلکہ انبیاء بھیجے اور انبیاء کے جانشین صوفیاء کرام ہیں- انبیاء کرام اور صوفیاء کرام نے مشعل راہ بن کر لوگوں کی رہنمائی کی-

اختتامی کلمات

عزت مآب صاحبزادہ سلطان احمد علی

(دیوان آف جوناگڑھ اسٹیٹ و چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

ہمارے معاشرے کی تمام اعلیٰ اقدار جیسے اخلاق، شجاعت اور محبت ہمارے ورثہ کی وجہ سے پروان چڑھیں اور ہمارے ورثہ کی نشوونما ہماری زبان کی وجہ سے ہوئی- اسی لئے ورثہ کے احیاء کے لیے زبان کا احیاء بہت ضروری ہے، جو لوگ فارسی نہیں پڑھ سکتے ان کے لیے مولانا رومیؒ، حضرت سلطان باھوؒ، اقبالؒ اور تمام دیگر بڑے دانشوروں کا کلام ترجمہ کے ساتھ موجود ہے- مولانا رومیؒ افغانستان میں پیدا ہوئے آپؒ فارسی زبان بولتے تھے اور قونیہ میں مدفون ہیں- مولانا رومیؒ سے غیر مشروط محبت ان تینوں خطوں کے لوگوں کو جوڑتی ہے- حتیٰ کہ آپ برصغیر میں نہیں آئے مگر یہاں بھی مثنوی عقیدت کے ساتھ پڑھی، سنی اور پڑھائی جاتی ہے جو کہ فرقہ واریت اور تعصبات کو ختم کرتی ہے- اسی طرح حضرت سلطان باھوؒ کا کلام بھی تمام ممالک میں میسر ہے، یہ سرحدوں کے پار انسانوں میں باہمی محبت کو فروغ دیتا ہے- مزید برآں، نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم بھی ان ہستیوں کا احترام کرتے ہیں-

☆☆☆

تعلیماتِ حضرت سلطان باھوؒ میں سانپ کا تمثیلی ذکر

لئیق احمد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لئے قرآن مجید میں جابجا قصص الانبیاء بیان فرمائے ہیں جبکہ سمجھانے کی غرض سے مختلف مثالیں اور قدرت کی کئی نشانیوں پر غور کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے- ان قصوں اور نشانیوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قاری ان واقعات کی تفہیم و تدارک کے بعد اپنی اصلاح کر سکے اور ان عوامل کی ہئیت اور نفسیات کو سمجھ کر اپنے لئے سامانِ ہدایت کر سکے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ“[1]

”بے شک اللہ نہیں شرماتا اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کرے مچھر کی یا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے، سو جو لوگ مومن ہیں وہ اسے اپنے رب کی طرف سے صحیح جانتے ہیں اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب ہے، اللہ اس مثال سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے ہدایت کرتا ہے اور اس سے گمراہ تو بدکاروں ہی کو کیا کرتا ہے“-

بزرگانِ دین کا بھی یہی وطیرہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی نکتہ کو بیان کرنا ہوتا تو وہ کسی واقعہ یا کسی شے کی مثال دے کر بات سمجھاتے یا کسی بات کو حکایت میں ڈھال کر انسان کی تربیت فرمایا کرتے تھے- تقریباً تمام مذاہب میں یہ تمثیلی انداز روا ہے- اسلام دینِ فطرت ہے اور انفرادی و اجتماعی نظامِ حیات پر ظاہری و باطنی معاملات کا کامل احاطہ کرتا ہے- اگر ہم بزرگانِ دین کی ریت اور سنن کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی باتوں میں جانوروں اور پرندوں کی مثالوں، مشابہتوں، علامتوں اور استعاروں کو زیرِ استعمال لاتے تھے تاکہ مقصود تک بات بآسانی پہنچادی جائے- زیرِ غور مقالہ انہی طرز کے اقتباسات و حکایات پر مبنی ہے جس میں ”سانپ“ کی فطرت، عادت اور طور کو صوفیاء کرام نے بیان فرمایا ہے- مقالہ کے پہلے حصے میں چند صوفیاء کرام کی تعلیمات میں سے منتخب حکایات و واقعات کو بیان کیا گیا ہے جبکہ اگلے حصے میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تعلیمات میں ایسے اقتباسات کو جمع کیا گیا ہے جس میں آپ قدس سرہ العزیز نے سانپ کو بطور مثال لے کر مختلف نکات و احکامات وضع فرمائے ہیں- قارئین کے ذوق کے لئے یہ بات شامل کی گئی ہے کہ قرآن مجید میں پانچ سورہ مبارکہ کے اسماء جانوروں کے نام پر ہیں:

”بقرہ (گائے)، فیل (ہاتھی)، نحل (شہد کی مکھی)، عنکبوت (مکڑی) اور نمل (چیونٹی) جبکہ قرآن مجید میں تین پرندوں، دو پانی کے جانوروں، نو حشرات، سات پالتو جانور اور چار جنگلی

[1](البقرہ:26)

جانوروں کے نام بھی موجود ہیں- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعہ میں سانپ (اژدہا) کا ذکر آیا ہے"-[2]

سانپ کے متعلق چند معلومات:

دنیا کے تمام جانوروں میں سے سانپ کو کافی امتیاز حاصل ہے اور اس امتیاز کی وجہ اسکی طرزِ زندگی اور ہیبت ہے- قدیم ڈرائنگ اور صحیفوں میں سانپ کے متعلق حکایات و تمثیلات ملتی ہیں- سانپ دنیا کی تقریباً تمام ثقافتوں اور مذاہب میں کسی نا کسی علامت کے طور پر زیرِ بحث رہا ہے- سانپ کی منفرد ظاہری شکل اسے دوسرے تمام رینگنے والے جانوروں سے ممتاز بناتی ہے- سانپ اپنی بیرونی جلد کے خراب اور خشک ہونے کے بعد اپنی کھال ہٹالیتا ہے اور اس پر نئی کھال آجاتی ہے- مختلف مذاہب میں کئی روایات اور تمثیلات پائی جاتی ہیں جس میں سانپ کو خوف و ہراس کا استعارہ بناکر پیش کیا گیا ہے، دھوکے باز کے طور پر پیش کیا گیا ہے جبکہ ان کی ڈرپوک اور چالاک فطرت کو بھی کئی زاویوں سے بیان کیا گیا ہے- سانپ کی تقریباً 3 ہزار اقسام موجود ہیں، جن میں 375 اقسام زہریلے سانپوں کی ہیں- ان زہریلے سانپوں میں سے 45 ایسی اقسام ہیں جن کے ایک بار ڈسنے سے ہی انسان کی موت ہو سکتی ہے- ہر سال اکیاسی ہزار سے ایک سو اڑتیس ہزار افراد سانپ کے ڈسنے سے وفات پاجاتے ہیں-[3] کچھ مذاہب میں سانپ کے زہریلے ہونے کی وجہ سے اسے پوجا جاتا ہے جبکہ چند مذاہب میں اس کی زہریلی ہئیت کی وجہ سے اسے مارنے کا حکم ہے-

صوفیاء کرام کی حکایات میں سانپ کا ذکر:

(اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف دو صوفیاء کرام کی تعلیمات میں سے مثالیں لی گئی ہیں) حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ نیشاپوری صوفی باصفا، ماہر ادویات، اعلیٰ پایہ کے فارسی شاعر، ادیب اور ماہرِ علومِ باطنیہ تھے- آپکی تصنیفات میں تذکرۃ الاولیاء، شرح القلب و دیگر کتب شامل ہیں- اپنی مثنوی "منطق الطیر" کی وجہ سے آپؒ بالخصوص دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں- آپؒ کی یہ مثنوی متصوفانہ علوم کا پیش خیمہ ہے- پرندوں کے سفر کی اس طویل مثنوی میں آپؒ نے ایک مقام پر مور کو سانپ کی وجہ سے تنبیہ کی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"واہ واہ! اے آٹھ دروازوں والے باغ کے مور تم سات سر والے سانپ کے زخم سے جل چکے ہو اس سانپ کی صحبت تیرے خون میں رچ بس گئی ہے جس نے تجھے بہشت عدن سے باہر پھینک دیا ہے تم کو سدرہ اور طوبیٰ تک جانے سے روک دیا گیا تم نے اپنی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے اپنے دل کو سیاہ کر ڈالا ہے جب تک اس سانپ کو ہلاک نہ کرو گے اس وقت تک تم ان دروازوں کے سمجھنے کے قابل نہیں ہو سکو گے جب تم اس خطرناک سانپ سے جان نجات حاصل کر لو گے تو پھر حضرت آدم (علیہ السلام) تجھے بہشت میں اپنے ساتھ رکھیں گے"-[4]

کہا جاتا ہے کہ:

"مور اور سانپ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں- مور کسی سانپ کو دیکھتے ہی بڑی چالاکی سے اس کے قریب جاتا ہے اور اس کے گرد چکر کاٹ کر اسے ڈسنے کا موقع فراہم کرتا ہے- پہلے پہل وہ اسے مارنے کی کوشش

[2](الاعراف:107)

[3]https://www.who.int/news-room/fact-sheets/detail/snakebite envenoming#:~:text=Though%20the%20exact%20number%20of,are%20caused 20by%20snakebites%20annually

[4](شیخ فرید الدین محمد عطار نیشابوری، منطق الطیر، مور سے خطاب، ص:68)

نہیں کرتا بلکہ اسے ستاتا اور تنگ کرتا ہے- کبھی کبھی سانپ کو چونچ بھی مارتا ہے جس سے وہ زخمی ہو کر بے بس ہو جاتا ہے- پھر مور اسے چونچ میں پکڑ لیتا ہے اور نگل جاتا ہے"-[5]

علامہ ابنِ کثیرؒ نے قصص الانبیاء میں بیان فرمایا ہے کہ:

"اہلِ کتاب کے ہاں حضرت آدم (علیہ السلام) کو جنت میں ممنوعہ پھل کھانے پر بضد کرنے والا جانور سانپ تھا"-[6]

اس حوالے سے مشہور ہے کہ شیطان حضرت آدم کے دل میں وسوسہ ڈالنے کی خاطر جنت میں داخل ہونا چاہتا تھا جس پر اس نے سانپ اور مور سے مدد طلب کی اور سانپ نے مشورہ دیا کہ وہ سانپ بن جائے اور مور اسے اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں لے جائے گا جہاں اس نے اپنی کارروائی سر انجام دی-اس کے بعد سانپ اور مور کو جنت سے بے دخل کر دیا گیا- مور کے خوبصورت پیر بد صورت بنا دیئے گئے اور سانپ کی ٹانگیں ختم کر دی گئیں اور اس کے منہ کی خوشبو لے کر اسکی جگہ زہر دے دیا گیا-

سانپ کی بات مان کر مور نے حکم عدولی کی جسکی وجہ سے وہ جنت سے نکال دیا گیا- سانپ کو صوفیاء کرام نے انسان کے نفس کی طرح بیان فرمایا ہے جو اسے وساوس کی قید میں رکھتا ہے-اس کے شر کے باعث انسان نافرمانیوں اور گناہوں کے دلدل میں دھنس جاتا ہے اور اپنے مالک حقیقی کی ناراضی کے سوا کچھ نہیں پاتا جبکہ اپنا اصل مقام کھو دیتا ہے- اگر انسان قربِ خداوندی کا طالب ہے تو ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اس سانپ نما نفس کو قتل کرے جو اسے اسکے مالک سے غافل کرتا ہے-

شیخ فرید الدین عطارؒ کی طرح مولانا جلال الدین رومیؒ بھی فارسی کے معروف اور اہم ترین شعراء میں سے ایک ہیں-دنیا بھر میں رومیؒ کی وجہ شہرت انکی مثنوی مولوی معنوی ہے جو کہ تقریباً ڈھائی لاکھ اشعار پر مبنی ہے- عشق و وجدان سے لبریز مثنوی مولوی تصوف کی مایہ ناز تصانیف میں سے ایک سمجھی جاتی ہے-موضوع کی نسبت سے ذیل میں مولائے روم کے چند اشعار کا تذکرہ کیا گیا ہے جس میں انہوں نے سانپ کا ذکر کیا ہے-

مار گیرے رفت سوئے کہسار
تا بگیرد با فسونہاش مار
گر گراں و گر شتابندہ بود
آنکہ جویندست یابندہ بود
در طلب زن دائماً تو ہر دو دست
کہ طلب در راہِ نیکو رہبرست
لنگ و لوک و خفتہ شکل و بے ادب
سوئے او می غژو او را می طلب[7]

"ایک سپیرا ایک پہاڑ کی جانب گیا تاکہ وہ اپنے منتروں سے سانپ پکڑ لے-خواہ وہ سست ہو یا چست ہو، جو تلاش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے-تو ہمیشہ جستجو میں دونوں ہاتھ مصروف رکھ، کیونکہ جستجو راستہ کے لیے بہتر رہنما ہے-(تو خواہ) لنگڑا اور لولا اور سوتی صورت اور بے ادب ہو، اسی کی طرف کھسک اور اسی کو طلب کر"-

سپیرے کا کام ہی سانپ کو پکڑنا اور اسے اپنے قابو میں کرنا ہوتا ہے-خواہ اس عمل میں کتنی ہی محنت کیوں نہ درکار ہو وہ محوِ جستجو رہتا ہے- انسان کے وجود میں نفس بھی اسی سانپ کی مثل ہے اور انسان سپیرے کی مثل ہے اسے چاہئے کہ تزکیے کے منتر سے نفس سانپ کو اپنے قابو میں کرے اور پھر اس کی نگہداشت بھی کرتا رہے-مشکلات سے گھبرائے نہ بلکہ محنت اور جدوجہد سے اس کو اپنے قبضہ قدرت میں لے آئے-اہل اللہ کے نزدیک انسان کے تین دشمن ہیں: دنیا، نفس اور شیطان- نفس کو جب تک دوست بنا کر اسے اپنے

[6](امام ابو الفدا ابن کثیر الدمشقی، قصص الانبیاء، آدم اور حوا دخول جنت سے خروج تک، ص:39)

[7](مثنوی مولانا روم، دفتر سوم، ص:107)

[5](https://ubqari.org/article/ur/details/174)

تابع نہ کرلیا جائے اور ہمہ وقت اسکی نگرانی نہ کی جائے تو عین ممکن ہے کہ وہ سانپ کی طرح انسان کو ڈس کر ہلاک کر دے یعنی راہِ حق سے گمراہ کر دے-واللہ اعلم-

گر بیابد آلت فرعون او
که بامر او همی رفت آب جو
آنگه او بنیاد فرعونی کند
راه صد موسی و صد هارون زند
کر مکست آن اژدها از دست فقر
پشه ای گردد ز جاه و مال صقر
اژدها را دار در برف فراق
هین مکش او را به خورشید عراق
تافسرده می بود آن اژدهات
لقمه ی اویی چو او یابد نجات[8]

”اگر اسے (نفس کو) فرعون سی حاکمیت مل جائے جس کے حکم سے دریائے نیل کا پانی بہتا (رخ بدل دیا جاتا) تھا- پھر یہ فرعون کی طرح کام کرے گا اور سینکڑوں موسیٰ اور ہارون کو راستے سے ہٹا دے گا- وہ اژدھا غربت کے دباؤ میں ایک چھوٹے کیڑے کی مثل ہے مگر طاقت اور دولت مچھر کو بھی باز بنادے- اژدھا کو تنہائی کی برف میں رکھ (خواہشات سے دور) خبر دار، اسے عراق کی دھوپ میں مت لے جانا- جب تک اژدہا منجمد رہے گا، (سواچھاہے) جب تم اس کا منہ بھرتے ہو تب اسے رہائی ملتی ہے“-

مندرجہ بالا اشعار میں مولانا رومیؒ نے انسان کو نفس کے بارے میں تنبیہ کی ہے کہ اگر اسے فرعون سے شاہی مل جائے تو یہ سینکڑوں موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کے راستوں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کھڑا ہو جائے- جب تک اسے مال و متاع، طاقت اور اقتدار کے نشے سے دور رکھا جائے یہ کمزور لاغر کیڑا بنا رہتا ہے لیکن جب اسکی خواہشات کی شکم ریزی کی جائے تو یہ کرمک شب تاب بن جاتا ہے اور اپنی اوقات بھول جاتا ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ اپنا تزکیہ نفس کرتا رہے اور خواہشاتِ نفس کی نفی کرے تا کہ نفسِ رزیلہ انسان پر حاوی نہ آ سکے اور وہ اپنے مالک سے غافل نہ ہو سکے-

مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی اس طرح کی مثالوں اور پیغامات سے بھری پڑی ہے- ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے اور عالم با عمل بنا جائے-

تعلیمات حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) میں سانپ کا تمثیلی ذکر:

صوفیاء کاملین کی تعلیمات کو پڑھتے ہوئے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بزرگان باطنی تجربوں کی گہرائیوں میں انتہا حد تک اُترے ہوئے ہیں- حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصانیف حکمت و عرفان کا بحر زخار ہیں- آپ قدس سرہ العزیز نے بھی دیگر اصفیاء کی طرح اپنی تعلیمات میں جابجا مثالوں اور مشابہوں کے ذریعے حضرت انسان کی رہنمائی فرمائی ہے- ذیل میں تعلیماتِ سلطانی میں سے سانپ کے متعلق تمثیل و تشبیہات پر مبنی اقتباسات کو پیش کیا گیا ہے-

1) نفس سانپ کی مثل ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنی معرفت و پہچان اور قرب و وصال کے حصول کے لئے بھیجا ہے اور اس کی آزمائش کی خاطر اس کے ہمراہ محبتِ دنیا، نفس اور شیطان کو بھی لگا دیا ہے جو اسے راہِ خدا سے روکتے ہیں- حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اپنی تعلیمات میں نفس کو سانپ کی مثل فرمایا ہے- جس طرح سانپ کو منتر سے قابو کیا جاتا ہے اسی طرح نفس کو بھی ذکر اللہ سے قابو کیا جا سکتا ہے- آپ قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

”نفس سانپ کی مثل ہے جو منتر سے ہی باہر آتا ہے اور منتر سے ہی قابو میں آتا ہے اور اُس کا منتر اُس کی مخالفت اور منصفانہ محاسبہ ہے- وہ آدمی احمق ہے جو یہ

[8](مثنوی مولانا روم، دفتر سوم، شعر: 1054-1058) /http://www.masnavi.net/1/10/eng/3/1054

منتر پڑھے بغیر اُس پر ہاتھ ڈالتا ہے- اُس کا ڈسا ہوا کبھی نہیں بچتا کہ اُس کے اندر جان لیوا لازوال زہر بھرا ہوا ہے جس سے بندہ مر جاتا ہے"-[9]

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان نفسانی خواہشات کا گلا گھونٹ کر صراطِ مستقیم پہ چلے- جیسا کہ آپ قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

"جان لے کہ خوشنودیٔ خدا نفس کے خلاف چلنے میں ہے- نفس کیا چیز ہے اور اُس کے خصائل کیا ہیں؟ نفس سانپ کی مثل ہے اور اُس کے خصائل کفار جیسے ہیں- پہلے اُس پر منتر پڑھا جائے اور پھر اُس پر ہاتھ ڈالا جائے تا کہ زیر ہو کر قابو میں آ جائے- سانپ سے پوچھا گیا کہ تُو سوراخ سے باہر کیونکر آتا ہے؟ تو سانپ نے جواب دیا کہ جب کوئی میرے دروازے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو مجھ پر فرض ہو جاتا ہے کہ مَیں اللہ کے نام پر جان دے دوں- نفس سانپ کی مثل ہے، وجودِ آدمی سوراخ کی مثل ہے، ذکر اللہ منتر کی مثال ہے اور نفس کافر کی یہ عادت و خصلت ہے کہ جب تک اُس پر کلمہ طیب "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا منتر پڑھ کر اُسے شریعت کے حصار میں قید نہ کیا جائے یہ اسلام قبول نہیں کرتا اور نہ ہی مسلمان ہوتا ہے- اسلام حق ہے اور کفر باطل ہے"-[10]

اگر سانپ غار میں چھپا ہو اور باہر چھڑی ماری جائے تو سانپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا اسی طرح نفس بھی آدمی کے وجود (غار) میں پنہاں ہے- اگر سانپ کو مارنا ہے تو غار میں حملہ کرنا ہو گا- ظاہری اعمال سے نفس نہیں مرتا- سلطان العارفین قدس سرہ العزیز نے نفسِ امارہ کو مارنے کا ہتھیار تصورِ اسم اللہ ذات بیان فرمایا ہے- جب اسم اللہ ذات کے ذکر و تصور سے نفس مر جاتا ہے تو قلب بیدار ہو جاتا ہے- آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مصنف کہتا ہے کہ آدمی کا وجود غار کی مثل ہے اور نفس سانپ کی مثل ہے جو اِس غار میں مستقل قیام رکھتا ہے- اگر کوئی شخص رات دن غار کے منہ پر ڈنڈے برساتا رہے تو اُس کے اندر بیٹھے ہوئے نفسِ امارہ سانپ کو اِس مار پیٹ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا- لہٰذا ظاہری اعمالِ بندگی سے نفس کو کوئی دکھ نہیں پہنچتا- جب تک غار کے اندر جا کر تصورِ اسم اللہ ذات کی آگ سے نفس کو نہ جلایا جائے وہ ہر گز نہیں مرتا- باطنی ریاضت کی مثال دیتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: "ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آئے ہیں"-[11]

2) نفس اور سانپ کا موازنہ:

حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اپنے فارسی ابیات میں مختلف مقامات پہ نفس اور سانپ کا موازنہ فرمایا ہے- سیاہ ناگ سانپوں کی زہریلی اور خطرناک اقسام میں سے ہے لیکن سیاہ ناگ سے زیادہ خطرناک وہ نفس ہے جو ہر وقت انسان کے ساتھ موجود ہے- سانپ ایک بار ڈس کر انسان کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے اس لئے آستین میں گھس آنے والا سیاہ ناگ اس نفس سے بہتر ہے جو انسان کو ہر لمحے بارگاہِ خداوندی سے گمراہ کرنے میں لگا رہتا ہے- اسی متعلق ذیل میں حضور سلطان صاحب کے فرامین پیش کئے گئے ہیں-

"قطعہ: "تیرا واسطہ نفس کافر سے آن پڑا ہے، اُسے اپنے دام میں گرفتار کر لے کہ یہ ایک نادر شکار ہے- اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں گھس جائے تو یہ اُس نفس سے کہیں بہتر ہے جو تیرا ہم نشین بنا ہوا ہے"-[12]

ابیات: (1) "تجھے نفس کافر سے پالا پڑ گیا، اُسے زیر دام لے آ کہ وہ ایک نادر شکار ہے"-(2) "اگر تیری آستین

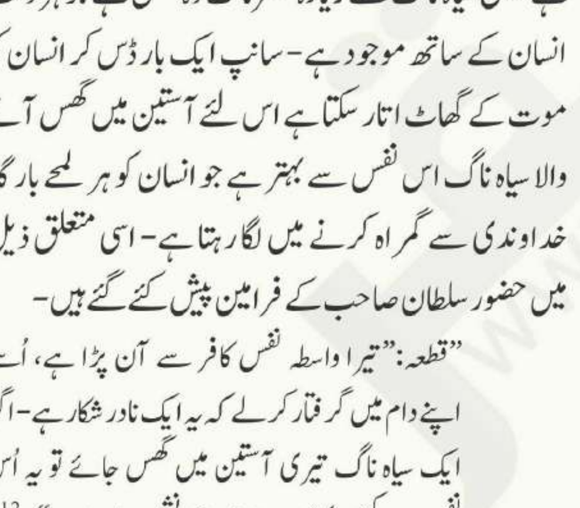

[9] (عقل بیدار، ص:57، ایڈیشن: ششم)

[10] (عین الفقر، ص:129، باب چہارم: توفیق الٰہی سے نفس کی مخالفت و تسخیر، ایڈیشن:31)

[11] (کلید التوحید کلاں، ص:309-311، ایڈیشن:3)

[12] (عین الفقر، ص:147، باب چہارم، ایڈیشن:31)

میں سیاہ ناگ گھس آئے تو یہ اُس نفس سے کہیں بہتر ہے کہ جسے تُو نے اپنا ہم نشین بنا رکھا ہے"۔[13]

ابیات:(1)"تیرا واسطہ کافر نفس سے آن پڑا ہے اسے جال میں پھانس لے کہ یہ ایک نادر شکار ہے"۔

(2)"اگر ایک سیاہ ناگ تیری آستین میں ہو تو وہ اُس نفس سے بہتر ہے جو تیرا ہم نشین ہے"۔[14]

3) باطنی ترقی بمثل سانپ کا جلد تبدیل کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت انسان کو دو اجسام کا مجموعہ بنایا ہے۔ جس طرح ظاہری وجود میں مختلف اعضاء ہیں اسی طرح باطنی وجود میں مختلف مقامات ہیں جیسے زیر ناف میں نفس، دل میں قلب، سینہ میں روح، سر میں سرّ و دیگر مقامات۔ ان مقامات کو سالک اسم اللہ ذات کے ذکر اور توجہ مرشد کامل سے بیدار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ترقی (قرب و وصال) پاتا رہتا ہے۔ حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز نے اپنی تعلیمات میں اس باطنی ترقی کو سنپ کے جلد تبدیل کرنے سے تشبیہ دی ہے۔ جس طرح سانپ اپنی جلد کے اندر ہی دوسری جلد تیار کرتا رہتا ہے اور وقتِ مقررہ پر بیرونی کھول کو ہٹا کر نئی جلد کو سامنے لے آتا ہے اسی طرح سالک بھی تصور اسم اللہ ذات، کلمہ پاک اور مرشد کامل کی توجہ سے بتدریج نفس و قلب و روح و سرّ کو زندہ کرتا ہے، فنا و بقا کے مراتب طے کرتا ہے اور اسے دائمی مجلس محمدی (ﷺ) کی حضوری نصیب ہوتی ہے۔ اسی متعلق آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

بیت:"اے باھُو! ہر جسم کے اندر ایک اور جسم پایا جاتا ہے اور ہر جسم ایک الگ راز، الگ حقیقت اور الگ آواز رکھتا ہے۔" پس معلوم ہوا کہ عارفوں کے مراتب سانپ سے کم تر نہیں کہ سانپ اپنی جلد کے نیچے ایک اور جلد تیار کرتا ہے اور پھر اپنے جلد سے باہر نکل آتا ہے"۔[15]

اسی متعلق تفصیلاً ایک اور مقام پہ فرماتے ہیں:

"جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اُسی طرح عارف باللہ کے ہر ایک جثے سے بیک وقت نو (9) جثّے نکلتے ہیں، چار جثّے نفس کے یعنی جثۂ نفسِ امارہ، جثۂ نفسِ ملہمہ، جثۂ نفسِ لوامہ، جثۂ نفسِ مطمئنہ، تین جثّے قلب کے یعنی جثۂ قلبِ سلیم، جثۂ قلبِ منیب اور جثۂ قلبِ شہید اور دو جثّے روح کے یعنی جثۂ روحِ جمادی اور جثۂ روحِ نباتاتی۔ جب یہ تمام جثّے اہلِ جثہ سے ہم صحبت ہوتے ہیں تو ایک غیب الغیب جثہ پیدا ہوتا ہے۔ جو برقِ نور سے پیدا ہونے والی تجلیٔ انوار کی طرح ہوتا ہے، اُس کا نام جثۂ توفیق الٰہی ہے۔ یہ جثہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے نفس جثہ ہائے قلب سے بغل گیر ہو جاتے ہیں۔ جس سے قلب زندہ ہو جاتا ہے اور جثہ ہائے نفس مر جاتے ہیں۔ پھر وہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے قلب جثہ ہائے روح سے بغل گیر ہو جاتے ہیں جس سے قلب مر جاتا ہے اور روح زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر وہ حکم دیتا ہے اور جثہ ہائے روح سلطان الفقر توفیقِ الٰہی سے بغل گیر ہو جاتے ہیں جس سے روح مر جاتی ہے اور جثۂ سرّ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس مرتبہ پر سر سے پاؤں تک طالبِ اللہ کے ہفت اندام نور ہی نور ہو جاتے ہیں اور اسے دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے۔ مرشد پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی روز طالبِ اللہ کو اِس مرتبے پر ضرور پہنچائے"۔[16]

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو بہت اہمیت دی ہے۔ دل کی بیداری اسی وقت ممکن ہے جب نفس کا تزکیہ کرکے اسے مار دیا جائے (تابع کر لیا جائے)۔ آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"کیا تُو نہیں جانتا کہ اِنسان کا وجود طلسم کدہ ہے اور مندرجہ بالا چیزیں خزانہ دل میں موجود ہیں لیکن کیا کیا جائے کہ دل ایک

[13](کلید التوحید کلاں، ص:527، ایڈیشن:سوئم)

[14](مجالسۃ النبی خورد، ص:15، ایڈیشن:17)

[15](کلید التوحید کلاں، ص:133، ایڈیشن:سوئم)

[16](نور الہدیٰ، ص:151-152)

طلسم کدہ ہے اور جب تک طلسم کدۂ دل کو کھولا نہ جائے اُس کے اندر کے یہ مخفی خزانے ہاتھ نہیں آتے۔ دل کے اس طلسم کدے کو صرف مرشدِ کامل ہی کھول سکتا ہے لہٰذا مرشدِ کامل کو چاہیے کہ کلمہ طیب ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی چابی سے طالب کے وجود سے خزائن اللہ کو کھول کر تمام لعل و جواہر دکھادے یا پھر طلسم کدۂ وجود میں نفس کے شیر و سانپ کو تصورِ اسم اللہ ذات کی آگ سے جلاڈالے اور طالب کے وجود سے تمام خزائن اللہ نکال لائے''۔[17]

4) خواب میں سانپ دیکھنا:

صوفیاء کاملین نے جو طریق اپنائے اُنہیں انتہائی سہل انداز میں عوام الناس تک پُہنچایا۔خواب، مشاہدات، کیفیات و مراقبات سالک کو طالب مولیٰ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔خوابوں کی تعبیر انسانی کیفیت اور خواب کے حال سے کی جاتی ہے۔حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں سانپ دیکھتا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکا دل دنیا کی محبت سے زنگ آلود ہوا پڑا ہے اور یہ مقام طالبِ دنیا کا ہے۔دنیا کے طالب کو اللہ تبارک و تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ طالبوں کے خوابوں کی حقیقت کے متعلق آپ قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

''درحقیقت خواب و مراقبہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ بعض لوگوں کا خواب و مراقبہ محض خام خیالی ہوتا ہے، یہ مردہ دل ناسوتی لوگوں کا خواب و مراقبہ ہے جس میں مختلف حیوانات مثلاً درندے پرندے، مور و سانپ، گائے گدھے اور اونٹ وغیرہ دیکھتے ہیں۔پس معلوم ہوا کہ اُن کے دل حُبِّ دنیا کی ظلمت سے آلودہ ہیں اِس لئے معرفتِ ذاتِ الٰہی سے محروم ہیں۔دوسرے یہ کہ بعض کا خواب و مراقبہ معرفت و وصالِ اِلٰہی پر مبنی ہوتا ہے، یہ اہلِ ذکر فکر صاحبِ تلاوت، صاحبِ وظائف، صاحبِ صوم و صلوٰۃ اور صاحبِ ذات غرق فنافی اللہ بقاباللہ حضرات کا خواب و مراقبہ ہے''۔[18]

بعین اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

''طالبِ دنیا، طالبِ عقبیٰ اور طالب مولیٰ کے خوابوں کی حال حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خواب میں حیوان و پرندے اور وحوش و سانپ و بچھو وغیرہ دیکھتا ہے تو سمجھو کہ اُس کے دل پر حُبِّ دنیا کی کدورت و سیاہی کا غلبہ ہے۔اگر کوئی خواب میں باغ و بوستان، بلند و بالا محلات، حور و قصور اور میوہ و درخت دیکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں طلبِ عقبیٰ کا غلبہ ہے۔اور اگر کوئی خواب میں ذکرِ اَللّٰہ کا شغل کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، خانہ کعبہ اور حرم مدینہ پاک کی زیارت کرتا ہے، سورج، چاند، دریا اور بادل دیکھتا ہے، انبیاء و اولیاء کا ہم مجلس ہوتا ہے یا ذوق شوق کے ساتھ نورِ ''اَللّٰہُ'' کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ وہ طالبِ مولیٰ ہے لہٰذا اُس کے خواب عبادات و معاملات اور استغراقِ تصورِ اسم اللہ ذات کے متعلق ہوں گے اور اُن کی تعبیر بیانِ صحیح کے مطابق کی جائے گی۔اِسی طرح حیوانوں، انسانوں، پریشانوں اور نادانوں کے خوابوں کی تعبیر بھی اُن کی عقل کے مطابق نقل کی جائے گی''۔[19]

5) طالبِ دنیا کا مال سانپ بن کر ڈسے گا:

دنیا میں موجود آسائشات اور عیش و عشرت نفس کو اپنی طرف راغب اور گرویدہ کرنے میں مصروف اور راہِ حق سے دوری پر معمور کرتے ہیں۔آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ مرنے کے بعد درہم دنیا طالبِ دنیا کو سانپ کی طرح ڈستا ہے:

''اہلِ دنیا کی تین علامات ہیں: (1) وہ حریص ہوتا ہے اور حرص آتشِ دوزخ کی مثل ہے (2) مال و دولت جو آتشِ دوزخ کی مثل ہے، اُسے جمع کرتا رہتا ہے مگر خرچ نہیں کرتا اور خود بے نصیب رہتا ہے لیکن بعد میں یہ مال دوسروں کے کام آتا ہے یا خاک میں مل جاتا ہے (3)

[17] (کلید التوحید کلاں، ص:313، ایڈیشن: سوئم)

[18] (کلید التوحید کلاں، ص:627، ایڈیشن: سوئم)

[19] (محک الفقر کلاں، ص:401، ایڈیشن: چہارم)

مرنے کے بعد حسرت میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اُس وقت اُس کا جمع شدہ مال اُس کا دشمن بن جاتا ہے اور سانپ اور بچھو بن کر اُسے ڈستا رہتا ہے- مَیں اِس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں‘‘-[20]

6) اہلِ دعوت اور سانپ کا دم:

سانپ کی فطرت ڈسنا ہے اور زہریلے سانپوں کے زہر سے یکدم موت واقع ہو جاتی ہے- جو سالک دعوت پڑھنے میں عامل باعمل اور کامل ہو جائے تو وہ اپنے دم سے سانپ کی مثل دشمنانِ حق کے دم کو کشتہ کر کے انہیں مار سکتا ہے- اہلِ دعوت کو یہ تصرف ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے- اہلِ دعوت کے دم کے متعلق حضور سلطان صاحب قدس سرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’کامل عامل دعوت دشمن کے دم کو دعوتِ دم سے اس طرح پکڑتا ہے کہ دشمن اسی دم ہی میں مر جاتا ہے- اس طرح کے اہلِ دعوت کا دم سانپ کے دم جیسی توفیق رکھتا ہے کہ جب وہ اپنے دم سے کسی کے دم کو پکڑتا ہے تو اس کے دم کو کشتہ کر دیتا ہے جس سے وہ مر جاتا ہے- کامل قادری دم دوام کا محرم ہوتا ہے اس لئے وہ ایک ہی دم میں تمام جہان کو طے کر جاتا ہے- اُس کا دم سے دم کو پکڑنا ایسے ہے جیسے کسی حاکم کا تحریری حکم نامہ و اعلان ہو‘‘-[21]

7) علمائے سُو کا علم سانپ کی مثل ہے:

علم کا مقصود ذاتِ باری تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرنا ہے- علم سے انسان میں شعور بیدار ہوتا ہے- اگر کوئی عالم علم کو دنیاوی جاہ اور لذاتِ نفس کی خاطر استعمال کرے تو وہ علم اسکے لئے سانپ کی مثل ہے جو زہر کے سوا کچھ نہیں دے سکتا- آپ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’علم اگر روح پر وارد ہو تو یار ہے اور اگر نفس پر وارد ہو تو مار (سانپ) ہے کہ روح، علم، حلم، معرفتِ الٰہی، توکل، توحید، توفیق، ترک اور محبتِ الٰہی ایک دوسرے سے متفق ہیں اِسی لئے روح و دل مولیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں کہ موت کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا کل کا کام آج کر لیا جائے، ایسا نہ ہو کہ موت آ کر جان لے جائے‘‘-[22]

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

’’جو عالم اپنے علم کو لذاتِ نفس کی حصول یابی کے لئے استعمال کرتا ہے وہ مار (سانپ) ہے جو آدمی علم کو قلب و روح کے تزکیہ و تصفیہ کے لئے استعمال کرتا ہے وہ باعمل و باہوشیار عالم لائقِ دیدار ہے- ایسا ہی عالم باللہ، عالم فی اللہ و عالم ولی اللہ مراتبِ علم سے آگے بڑھ کر فقیر اولیائے اَللّٰہُ کا خطاب پاتا ہے اور غرقِ توحید ہو کر حضرت بایزید (رحمۃ اللہ علیہ) کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے‘‘-[23]

حرفِ آخر:

عام اور آسان فہم مثالوں کے ذریعے بات سمجھانا بزرگانِ دین کی سنت رہی ہے- زیرِ غور مقالہ میں صرف تین بزرگانِ دین کی تعلیمات میں سے چند مثالیں صرف سانپ کو پیشِ نظر رکھ کر جمع کی گئی ہیں- نیز اہلِ علم اس پر تحقیق و تالیف کر کے میدانِ علم میں ایک بہترین کتاب متعارف کروا سکتے ہیں- جبکہ قاری کے ذوق میں اضافے، مزید مطالعے کی طلب اور اصلاح و تربیت کیلئے یہ مقالہ مہمیز کا کام کر سکتا ہے- ان شاءاللہ!

☆☆☆

[20](عین الفقر، ص:231، باب ششم، ایڈیشن:31)

[21](عقل بیدار، ص:229، ایڈیشن: ششم)

[22](محک الفقر کلاں، ص:515، ایڈیشن: چہارم)

[23](عقل بیدار، ص:53، ایڈیشن: ششم)

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھوؒ

قسط:23

حق نامہ

مترجم: سید امیر خان نیازی

پھر لوگ اُس کا جنازہ اُٹھا لیتے ہیں اور قبر تک پہنچنے سے پہلے فرشتوں سے اُس کے ستر ہزار سوال جواب ہوتے ہیں جو سب کے سب بے کام و بے زبان ہوتے ہیں - اِس کے بعد اُسے لحدِ قبر میں اُتار دیا جاتا ہے جو زمین و آسمان سے زیادہ وسیع ہوتی ہے- یہاں اُسے منکر و نکیر فرشتے اُٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اُس سے سوال کرتے ہیں، اُن کے سوال جواب سے جب اُس کی خلاصی ہو جاتی ہے تو منکر نکیر اُسے کہتے ہیں: ''اب تم سو جاؤ جیسے کہ ایک دلہن سوتی ہے''- پھر ایک رومان نامی فرشتہ آتا ہے، اُسے خوابِ عروس سے جگاتا ہے اور اپنی انگلی کو قلم، لعابِ دہن کو سیاہی، منہ کو دوات اور کفن کو کاغذ بنا کر اُس پر اُس کے نیک و بد اعمال لکھتا ہے اور اُس پر اُس کے دستخط کرواتا ہے اور تعویذ کی طرح اُس کے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے اور پھر اُسے قبر میں پڑے پڑے ہزاروں سال بلکہ بے شمار زمانے گزر جاتے ہیں-اِس کے بعد اُس کے کانوں میں صورِ اسرافیل کی آواز آتی ہے اور اٹھارہ ہزار عالم کی جملہ مردہ مخلوق گھاس و نباتات کی طرح زمین سے نکل پڑتی ہے اور حساب گاہِ قیامت میں جمع ہو جاتی ہے، ہر ایک کا اعمال نامہ اُس کے ہاتھ میں دے دیا جاتا ہے، پھر اُس کے اعمال تولے جاتے ہیں، پھر وہ پل صراط سے گزرتا ہے اور فرمانِ حق تعالیٰ سنتا ہے: ''پس میرے مقرب بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنتِ قرب میں داخل ہو جا''-لہٰذا وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے اور کلمہ طیب ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ'' پڑھتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے شراباً طہورا پیتا ہے- پھر وہ متوجہ بحق ہو کر 500 سال رکوع میں اور 500 سال سجدے میں گزارتا ہے-رکوع و سجود کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں پہنچتا ہے اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے پچھلی صف میں بیٹھ کر دیدارِ پروردگار سے مشرف و معزز ہوتا ہے-اِس طرح جب وہ دیدار و لقائے ربّ العالمین کے اشرف ترین مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور طریقِ تحقیق سے دیدارِ الٰہی کر کے ہوش میں آتا ہے تو اُس بے مثل و بے مثال غیر مخلوق ذات کی کوئی مثال نہیں دے سکتا کہ اُس کی مثل کوئی چیز ہے ہی نہیں- پھر وہ ہر وقت باطن میں لذتِ دیدارِ پروردگار کی طرف متوجہ رہتا ہے اور کسی وقت بھی دیدار و مشاہدۂ تجلیات سے فارغ نہیں ہوتا- گو بظاہر وہ عام لوگوں سے ہم کلام رہتا ہے لیکن بباطن وہ ہر وقت صاحبِ حضور ہوتا ہے-یہی وہ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' کا انتہائی مرتبہ ہے جو ''اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ'' کے کامل ترین مرتبے کے حامل عارفانِ باللہ کو حاصل ہوتا ہے- یہ مرتبہ آیاتِ کلامِ الٰہی اور شریعتِ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی برکت سے حاصل ہوتا ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: ''جس نے اپنے ربّ کو پہچان لیا بے شک اُس کی زبان گونگی ہو گئی -'' فرمانِ حق تعالیٰ ہے -: '' جو یہاں اندھا رہ گیا وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا''-یہ مراتب علما کو حاصل ہوتے ہیں، وہ با عمل و طالبِ فقر علما کہ جنہوں نے کسی مرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہو-

فرد: '' خبر دار! صاف دل فقرا کی ہنسی مت اُڑا کہ یہ تو آئینے ہیں، اِن پر ہنسنے والے خود اپنی ہی ہنسی اڑاتے ہیں''-

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

غوث قطب ہن اورے اوریرے عاشق جان اگیرے ھو
جھڑی منزل عاشق پہنچن اوتھ غوث نہ پاون پھیرے ھو
عاشق وچ وصال دے رہندے جنہاں لامکانی ڈیرے ھو
میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں ذاتوں ذات بسیرے ھو

Whilst aashiq venture beyond yet Gauth and Qutb remain here and there Hoo
Such stage aashiq reaches Gauth do not traverse there Hoo
Aashiq remain in union and la-makan is their residence Hoo
I sacrifice upon you Bahoo who annihilate their beings in Divine Essence Hoo

Ghauth Qutb hun orray orraray aashiq jaan ageyray Hoo
Jih'Ri manzil aashiq pohanchan oath Ghauth na pawan pheyray Hoo
Aashiq wich wisal day rahndey jinha'N laa makani 'Deyray Hoo
Main qurban tinha'N tay Bahoo jinhaN zatoo'N zat baseyray Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

شہسوارم شہسوارم شہسوارم غوث و قطب ہمچو مرکب زیر بار

1-2 ”مَیں شہسوار ہوں، مَیں شہسوار ہوں، مَیں شہسوار ہوں، تمام غوث و قطب میری زیر بار سواریاں ہیں“-(محک الفقر کلاں)

”جان لے کہ عرش سے ستر منزل اوپر مرتبۂ قطب ہے اور قطب سے ستر منزل اوپر مرتبۂ غوث ہے لیکن غوث و قطب کے یہ مراتب انانیتِ نفس و کشف و کرامات کے مرتبے ہیں جو غرقِ وحدانیتِ ذات کے مراتب سے بے خبر ہیں- فقیر اِن کمتر مراتب کی طرف دیکھتا ہی نہیں کہ اِن کا تعلق خواہشاتِ نفس سے ہے- سچا طالب مرید طلبِ مولیٰ میں شاد رہتا ہے“-(اسرار القادری)

جس طرح دنیاداری میں مختلف عہدے اور پوسٹیں ہوتی ہیں، اسی طرح تصوف میں بھی مختلف مقامات و منازل ہوتی ہیں، انہی میں سے غوث و قطب بھی ہیں- لیکن ان تمام مراتب میں سب سے افضل مرتبہ صاحبِ فقر اور عاشق کا ہوتا ہے جیسا کہ سُلطان العارفین حضرت سخی سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”غوث و قطب اگر تمام عمر بھی مجاہدۂ ریاضت میں مصروف رہیں تو مرتبۂ فقر کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتے کہ مرتبۂ فقر کی ابتدا شرفِ لقا ہے اور شرفِ لقا کا حصول فنائے نفس سے ہے اور فنائے نفس کا حصول زندگیٔ قلب و بقائے روح سے ہے“-(امیر الکونین)

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) خود اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

”زاہد وصالِ حق سے بہت دور ہے، وہ عاشق کے مراتبِ وصل سے بے خبر ہے کہ اُس کی تگ و دَو اِسی جہان تک محدود ہے، اِس کے برعکس مَیں وحدتِ حق کا پروانہ ہوں، اپنی جان سے بیگانہ ہوں- بالائے عرش میری شان و شوکت کے ڈنکے بجتے ہیں کہ میری گزر بسر وحدتِ حق کے اندر ہے“-(عین الفقر)

3: ”پس اے درویش! تجھ پر لازم ہے کہ تُو درویشی کے اِس مقام پر ضرور پہنچے کہ درویش جب اِن مقامات سے گزر جاتا ہے تو اُس کا مستقر لامکان ہوتا ہے جہاں اُس کے مراتب کو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا“-(عین الفقر)

فقیر ہوتا ہی وہی ہے جو لامکان کا باسی ہو جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”فقیر وہ ہے کہ جس کے وجود میں شریعت پنہاں ہو، بظاہر اگرچہ وہ مست الست ہو باطن وہ ساکنِ لامکان ہو“-(عین الفقر)

ان مقامات و مراتب کا حصول کیسے ہو؟ اس کا طریقہ بیان کرتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”سن! وہ کون سا علم ہے کہ جس سے عرش طالب اللہ کے قدموں میں آجاتا ہے اور طالب اللہ لاھُوت لامکان میں ساکن ہو کر چشمِ عیان سے وہاں کا مشاہدہ کرتا ہے؟ یہ دولتِ عظمیٰ اور مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری اور مرتبۂ لقاَاللہ فنافی اللہ استغراق فی الانوارِ توحید اور دیدارِ پروردگار پہلے ہی دن تصورِ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے حاصل ہو جاتے ہیں“-(نور الھدیٰ)

یاد رہے کہ لامکان مجلس محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے باہر نہیں جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ایک مقام پہ جملہ مقامات کی نشاندہی فرماتے ہوئے آخر میں ارشاد فرماتے ہیں:

”اِن مقامات کے علاوہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک مجلس لامکان میں بھی ہوتی ہے جس کی مثال نہیں دی جاسکتی اور نہ ہی اُسے بیان کیا جاسکتا ہے“-(کلید التوحید کلاں)

04: ”وصل و وصال بھی دُوری کا مرتبہ ہے، جو شخص غرقِ توحید ہو کر یکتائی کے مرتبے پر پہنچ جائے وہ ریا سے پاک ہو کر شوقِ الٰہی میں مست و مسرور رہتا ہے اور یہی مرتبہ ہے مردانِ خدا کا“-(کلید التوحید کلاں)

مزید ارشاد فرمایا: ”جو آدمی نظر کی یکتائی حاصل کر کے خدا سے یکتا ہو جاتا ہے اُس کے وجود سے خود نمائی و بدخوئی اور خصائلِ بد کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ ہست سے نیست اور نیست سے ہست ہو جاتا ہے“-(محک الفقر کلاں)

اس ذاتِ لم یزل سے ملاقات و وصال کا طریق بتاتے ہوئے آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں:

”اسم اللہ ذات قیل و قال کا محض ایک حرف نہیں بلکہ عین ذاتِ حق ہے جو اُس بے مثال ذات سے ملاتا ہے“-(کلید التوحید کلاں)

باھو شناسی پہ زبردست تحقیقی مضامین

مقالات

باھُو شناسی

جلد اوّل

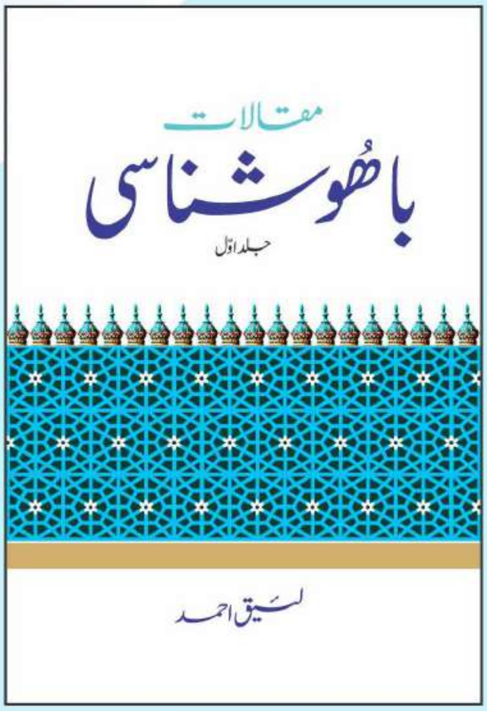

تصوف کے حقیقی افکار کی ترویج اور سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات کو اچھوتے انداز میں منظر عام پر لانے کی ایک منفرد کاوش ہے- اس کتاب میں قرآن مجید، احادیث قدسیہ و احادیث نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی روشنی میں تصوف کے اہم روحانی، سماجی اور معاشرتی نکات تحقیق و تصدیق کے بعد عوام الناس کے لئے پیش کیے گئے ہیں-

کتاب ھٰذا تصوف بالخصوص سُلطَانُ العَارِفِین حَضرَت سُلطَان بَاھو
کی تعلیمات کی تفہیم کا ایک بہترین ذریعہ ہے-

Published & Available

علم دوست لوگوں کے لئے خوبصورت تحفہ

اَلعَارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

ہیڈ آفس: دربارِ عالیہ حضرت سخی سُلطان باھو ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان
پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com